

فی جہان

یا اللہ مدد
اصلی کلمۃ اسلام

خلافتِ راشدہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ترجمانِ اہل سنت و کبیل صحابہ

الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نظام کی کتاب جی فتنہ حصہ اول

پر

علمائے اہل سنت و الجماعت کے

”تائیدی تبصرے“

مرتبہ

مولانا قاری شبیر محمد صاحب علوی

شائع کردہ

تحریک خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم

پیش چارچہ

یا اللہ مدد
اصلی کلمۃ اسلام

خلافتِ راشدہ

لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمانِ اہل سنت وکیل صحابہؓ

الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبِ تعلیم کی کتابِ خارجی فتنہ حصہ اول

پر

علمائے اہل سنت و الجماعت کے

”تائید کی ضرورت“

مکتبہ مرتبہ مولانا قاری شہیر محمد صاحب علی

مولانا قاری شہیر محمد صاحب علی

شائع کردہ

تحریکِ خدامِ اہل سنت چکوال ضلعِ جہلم

فہرست مضامین

صفحہ

مضمون

نمبر شمار

۳	پیش لفظ	۱
۴	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب	۲
۹	آخری بات	۳
۹	حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا ارشاد گرامی	۴
۱۰	حضرت مولانا محمد مالک صاحب - لاہور	۵
۱۱	حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب لاہور	۶
۱۲	حضرت مولانا عبید اللہ صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور	۷
۱۳	ماہنامہ البلاغ کراچی زیر اہانت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	۸
۱۳	ماہنامہ الحق "اکوڑہ خشک" زیر اہانت مولانا سمیع الحق صاحب	۹
۱۵	حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بنوری پشاور	۱۰
۱۶	ہفت روزہ نوائے "فیصل آباد" زیر اہانت مولانا تاج محمد صاحب	۱۱
۱۶	ماہنامہ قیامت حرم "لاہور" زیر اہانت مولانا کرم شاہ صاحب بھیرہ	۱۲
۲۰	ماہنامہ النخیر "نیرجھان" جامعہ خیر المدارس ملتان	۱۳
۲۴	حضرت مولانا سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم لاہور	۱۴
۲۹	ماہنامہ "بنیات" کراچی مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۵
۵۵	حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی اور حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی	۱۶
۵۶	فہرست کتب خدام اہل سنت پاکستان	۱۷

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ برادران اہل سنت! جب سے محمود احمد عباسی نے کتاب "خلافت معاویہ و یزید" لکھی ہے ملک عزیز میں خارج اور حامیان یزید پیدا ہوئے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب رسالہ شیعیت کی تردید کو آڑ بنا کر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اور سیدنا حضرت امام حسینؑ کے شرعی مقام کو مجروح کرنے کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کتب اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تحقیق مزید مولفہ محمود احمد عباسی۔ حیات سیدنا یزید مرتضیٰ عنہ موقف عظیم الدین، حادثہ کربلا۔ رشید ابن رشید (مولفہ ابو یزید بٹ)، اختلاف امت کا المیہ و خلافت راشدہ از فیض عالم صدیقی جہلمی، اظہار حقیقت۔ جواب شافی از مولانا محمد اسحاق ندوی سندھوی۔ اسی طرح عزیز احمد صدیقی کی کتابیں ہیں۔

اہل السنۃ و الجماعت کی ذمہ داری [علاوہ اہل سنت و الجماعت کی ذمہ داری صرف یہی نہیں کہ وہ صرف شیعہ کی

تردید کریں کہ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہیں بلکہ جو بھی صحابہ کرام کے خلاف لکھے اس کی تردید اہل سنت کے ذمہ ہے اور جس طرح خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا دفاع اہل سنت کے ذمہ ہے اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات اہل بیت نبویؑ کا دفاع بھی اہل سنت کی ذمہ داری ہے کیونکہ اگر ایک آنکھ کا نور حضرات صحابہؓ ہیں تو دوسری آنکھ کا نور اہل بیت نبویؑ ہیں نیز جو علت شیعہ کی تردید کی ہے وہی علت نواصب و

خارج اور مودودی کی تردید کی ہے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی | اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کچھ افراد کے ذمہ کام لگایا ہے۔ اکابر دیوبند رحمہم

نے اپنے اپنے دور میں ہر فرقہ کا مقابلہ فرمایا ہے جہاں جس فرقہ نے سر اٹھایا، اکابر دیوبند نے اس کی تردید میں ہر ممکن کوشش فرمائی۔ لکھنؤ میں شیعوں کی طرف سے بترائ کی تحریک شروع ہوئی تو اکابر دیوبند نے جواب میں مدح صحابہؓ کی تحریک چلائی کہ قماریاں پیش فرمائیں۔ مدح صحابہؓ کے حق میں مدلل مضامین شائع کئے۔ اسی طرح جب محمود عباسی نے حضرت علیؓ و حسنینؓ کے خلاف زہر اگلا تو جواب میں علماء دیوبند نے کتابیں لکھیں، اور جب اس نے اور اس کی پارٹی نے یزید کی حکومت کو خلافت راشدہ ثابت کیا تو علماء نے یزید کی شخصیت کو دابر کو واضح فرمایا۔ اور ثابت فرمایا کہ یزید کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کا موقف صحیح تھا اور یزید کی حکومت خلافت راشدہ نہ تھی بلکہ ظلم و جور کا نمونہ تھی۔ اس سلسلہ میں بہت سے اکابر دیوبند رح کی تحریرات احقر نے اپنے مضمون ”التمہید فی بیان فسق یزید“ میں جمع کر دی ہیں جو حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے مکتوب گرامی ”شہادت امام حسینؓ و کردار یزید“ کے شروع میں طبع ہو چکا ہے۔ یہاں یزید کے متعلق صرف چند حضرات کی تحریرات پیش کرنا ہوں جو اس مضمون میں درج نہیں ہوئیں۔

مرآج المہند استاذ الکبریٰ صاحب تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایک خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

و اطلاق لفظ پلید و نجیث کہ بر یزید کہ در تحفہ اثنا عشریہ واقع شدہ بنا بر حدیث است کہ فردوس و یلمی و دیگر کتب و صاحب صواعق محرقہ ہم آں

حدیث نقل کردہ بلکہ بروایت حاکم ہم ثابت شدہ، کہ ”أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ يُسَمَّى يَزِيدُ“ بروایتی ”أَوَّلُ مَنْ يَتْلُو فِي أَمْرِ أُمَّتِي“ و بہر کہ تبدیل سنت آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کند یا سوراخ یعنی خلل در امر امت جناب انداز والبتہ خبیث و پلید است در خیانت و پلیدیست و بے جائے شک نیست و تعریضات در باب معاویہ رضی اللہ عنہ ازین فقیر واقع نشدہ اگر در نسخہ از تحفہ اثنا عشریہ یافتہ شود الحاق کسے خواہد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی و کید و مکر کہ بنائے مذہب ایشان یعنی گروہ رفقہ از قدیم بر ہمیں امور است ای کار کردہ باشد چنانچہ بسیم فقیر رسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خیر حافظاً و ای تعریضات نسخ معتبرہ البتہ یافتہ نخواہد شد۔ فضائل صحابہ و اہل بیتؑ ۳۶۵ مع مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ قومی کتب خانہ۔ لاہور۔

ترجمہ ۱۔ اور تحفہ اثنا عشریہ میں یزید کے لئے لفظ پلید اور خبیث جو استعمال کیا گیا ہے وہ حدیث کی بنا پر ہے جسے فردوس و یحییٰ اور دوسری کتابوں میں اور نیز صاحب صواعق محرقة نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ بلکہ حاکم کی روایت سے یہی ثابت ہے کہ ”سب سے پہلے جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک یزید نامی ہوگا“ اور روایت اول کے مطابق کہ جو میری امت کے امر میں سوراخ کرے یعنی خلل ڈالے وہ ضرور پلید اور خبیث ہے اور اس کی پلیدی اور خیانت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور میں نے کوئی بات اشارۃً یا کنایۃً (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت نہیں لکھی اگر تحفہ اثنا عشریہ میں ایسی کوئی بات ہے تو وہ الحاق ہے جو لوگوں نے فتنہ انگیزی کے لئے کیا ہے اور گروہ رفقہ کے مذہب کی بنیاد ابتدا،

ہی سے مکرو فریب پر ہے چنانچہ میرے کانوں تک یہ پہنچا ہے کہ الحاق کرنا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے اچھا نگہبان ہے۔ مگر یہ تعریفیات معتبر فستوں میں نہ ملیں گی۔

استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت امجد صاحب سابق صدر جمعیتہ علماء ہند کا فتویٰ اور علماء دیوبند کے لئے لکھنؤ فتویہ ۱۔

سوال ۱۔ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟
۲۔ یزید کہتا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی۔ آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟

۳۔ عمرو کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے رومال کو جھاڑ دیا جس سے پہلی صدف کٹ گئی کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟
جواب ۱۔ یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا۔ اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام لے کر لعنت نہ کریں۔
۲۔ اس نے کہنے والے کا مطلب کیا ہے؟ اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دے کہ یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

۳۔ یہ روایت صحیح نہیں۔ کفایت المفتی ص ۷۶۔ مطبوعہ ملتان۔
حافظ الحدیث شارح بخاری صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال یحییٰ بن عبد الملک	یحییٰ بن عبد الملک بن ابی غنیمہ کہتے ہیں
بن ابی غنیمہ حدثنا نوفل بن	کہ ہم سے نوفل بن ابی غنیمہ نے
ابی غنیمہ کنت عند عمر بن	بیان کیا کہ میں (خلیفہ راشد) عمر بن عبد العزیز
عبد العزیز فذکر رجل	کے پاس تھا تو اس مجلس میں کسی

یزید بن معاویہ فقال امیر المؤمنین یزید فقال له عمر نقول امیر المؤمنین و امر به فصر به عشرين سوطاً۔
 شخص نے یزید بن معاویہ کا ذکر کیا اور کہا "امیر المؤمنین یزید" تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس شخص کو ڈانٹ کر کہا کہ اس کو یعنی یزید کو امیر المؤمنین کہتے ہو پھر اس کو بیس کوڑوں کی سزا دی۔

ملاحظہ ہو لسان المیزان لابن حجر عسقلانی "تحت حرف الیاء مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

یزید کو "امیر المؤمنین" کہنے والوں کے لئے اس میں عبرت کا سامان ہے کہ اگر آج سیدنا حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کی حکومت ہوتی تو ان کا کیا انجام ہوتا۔ عبرت عبرت۔

قطب زمان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں "اسی غم میں اس نے (یزید نے) مدینہ منورہ کے حاکم کو لکھا کہ امام حسینؑ سے یزید کے حق میں بیعت لی جائے۔ امام حسینؑ نے بیعت نہیں کی کیونکہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔" مزید فرماتے ہیں "یعنی ان اظہار غم کے طریق میں فرق" اہل سنت و جماعت ان دردناک واقعات (دکربلا) کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھنے کے باوجود ایک بہادر، ذہنی وقار صاحب عزم انسان کی طرح متانت اور سنجیدگی کو ہاتھوں سے جانے نہیں دیتے اور یزید جیسی طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں امام حسینؑ ایسی قوت، ہمت اور ہدایت کی آواز اٹھا کر سنت حسینؑ کی یاد تازہ رکھتے ہیں تاکہ امام حسینؑ کے متبعین اور نام لینے والوں میں روح حسینی کے نظارے ہمیشہ طاغوتی طاقتوں کے سامنے نظر آتے رہیں خطبہ حضرت شیخ التفسیر مندرجہ خدام الدین ص ۱۱۱، ۱۱۲ مطابقی ۲۹ اکتوبر ۱۴۲۸ھ جلد ۲ شمارہ ۱۲ مرتبہ لانا سعید الرحمن علوی

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی صاحب مدظلہم کے ذریعہ کلام لگایا کہ وہ دشمنان صحابہؓ و اہل بیتؑ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہیں۔ جہاں وہ شیعوں کی تردید کو ضروری جانتے ہیں جیسا کہ ان کی جملہ کتب اس پر شاہد ہیں۔ وہاں لواءِ صلب و خوارج کی تردید کو بھی وہ لازم جانتے ہیں چنانچہ آپ کی کتاب "غریبۃ" اس پر شاہد ہے۔ اور مجملہ تمام اس کتاب کی تائید ملک کے جید علماء اہل سنت نے فرمائی ہے۔ ان کی تقریظات اور تائیدات کا عکس ہم پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

پاکستان کے بہت سے جید علماء و مشائخ نے حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے موقف کی حمایت و تائید فرمائی ہے کیونکہ آپ کا موقف اکابر اہل سنت کے موقف کا آئینہ دار ہے۔ البتہ بعض غیر معروف اور غیر ذمہ دار حضرات نے ایک دور سائلے شائع کئے۔ جن میں سے ایک محمد علی صاحب سعید آبادی ہیں جو کراچی میں مولوی اسحاق صاحب کے وکیل صفائی اور امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہ کے شاگرد بتائے جاتے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سندھی قدس سرہ کو بدنام کرنے کے لئے ان کا نام استعمال کیا گیا ہے کیونکہ رسالہ مذکور میں جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ انتہائی گندی فحش اور بازاری زبان ہے جس کو کوئی شریف انسان نقل کرنا بھی عار جانتا ہے۔

حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے دلائل کا جواب تو ان کے باوا عباسی کے پاس بھی نہیں تھا البتہ انہوں نے خوب گالیاں دے کر اپنے خبث باطن کا اظہار کر دیا۔

حضرت قاضی صاحب کے دلائل کا جواب تو کیا احقر کے ایک مضمون "التمہید فی بیان فسق یزید" جو کہ "شہادت امام حسینؑ و کردار یزید" کتاب

میں طبع ہوا ہے اور اس میں جو اکابر کی عبارات احقر نے نقل کی ہیں کسی ایک کا بھی جواب ذکر نہیں کیا سوائے استہزاء اور مغالطات کے اس رسالہ میں اور کچھ نہیں۔
آخری باب حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے دلائل کا جواب عباسی سندیلوی اینڈ کمپنی کے کسی فرد و رکن کے پاس نہیں ہے۔ ہاتھوں
 بروہا فکما ان کنتہ صادقین۔

اب ایسے حضرات کو نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے اور اپنی عاقبت خراب نہ کرنی چاہیئے۔ اپنے جملہ اکابر و دیوبند اہل سنت کی تحقیقات کے خلاف عقیدہ و عمل یقیناً بربادی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اعتماد علی السلف اور ہدایت نصیب فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اب علماء کی آرا ملاحظہ فرمائیے۔

کتبہ خادم اہل سنت شیر محمد علوی غفرلہ
 ۲۰۔ سوال المکرم ۱۴۰۲ھ مدرسہ خادم اہل سنت تعلیم القرآن کرم آباد و صدر و ڈی لاہور

یادگار اسلاف حضرت مولانا عظیم الحق صاحب شیخ الحدیث اکوڑہ خشک

اپنا ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں ”میرے نزدیک تحریک خدام اہل سنت و الجماعت کا تقاضا ہر مسلمان پر لازم ہے اہل سنت و الجماعت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابلِ تحسین ہیں جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ الاسلام و المسلمین شیخ الحدیث انجم امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد الدینی قدس سرہ العزیز کے تعلیم خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ بے مثال عزم و یارخ کا ایک زندہ ترین باب ہو گا۔ ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ حقیقی کلمہ اسلام کے تحفظ کے لیے ہم تنگ و دو میں حضرت قاضی صاحب کی آواز پر لبیک کہیں اور اس دھرتی میں اسلام اور صحابہ کرامؓ کے دشمنوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیں۔“

شیخ التفسیر استاد العلماء حضرت مولانا محمد یونس صاحب کاندھلوی امت بکاتم (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ - لاہور)

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام
على خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد والہ وصحابہ اجمعین اما بعد
تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے دو عظیم
فتنوں نے امت میں انتشار و تفریق اور عمارت اسلام میں تخریب کا عمل جاری کیا، ایک فتنہ
افسیت و تشیع کا اور دوسرا خارجیت کا۔ امت کی فلاح و کامیابی اسی میں منفر ہے
کہ اصحابی کا نجوم کا اعتقاد و کاس رکھنے پڑنے سفینہ اہل بیت میں پناہ لے۔ تب ہی
وہ فتنوں کی موجوں سے ہدایت و نجات کے ساحل تک پہنچ سکتا ہے اس مقصد عظیم سے
ہمکنار بنانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی کتاب
"خارجی فتنہ" اہم ترین ذریعہ اور سامان ہے۔ حضرت مؤلف زید مجدہ نے اپنی
اس کتاب میں بڑی کارکن سے ایسے حقائق جمع کر دیئے ہیں جو مختلف قسم کی کتابوں
اور عبارتوں سے پیدا شدہ ادبام کو الجھٹلے دیور کر رہے ہیں۔ خداوند عالم مؤلف
زید مجدہ کو جزا خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتابیت کے ذریعہ نفع پہنچائے۔ آمین

محمد یونس صاحب کاندھلوی

قائم جامعہ اشرفیہ - لاہور

۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

رائے گرامی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہم خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ

بسم الله الرحمن الرحيم محمد ء و فصلی علی رسولہ الکیوم اما بعد

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تصنیف خارجہ فتنہ حصہ اول کے دیکھنے کا اتفاق ہوا متعدد مقامات کا مطالعہ کیا۔ مشاجراتِ صحابہ اور ان کے بعد کے واقعات میں وہ حضرات اکابر دیوبند کے مسلک و تحقیقات پر مضبوطی سے قائم ہیں بحمد اللہ میں بھی ان ہی اکابر کے مسلک کو حق جانتا اور ماننا ہوں اور اس دورِ پُرفتن میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان اکابر رحمہم اللہ کے مسلک سے انحراف نہ کیا جائے۔ اس سے انحراف گمراہی کا راستہ کھول دے گا۔ اس لئے ہر ایسے مسلمان کو جو مطالعہ کا شوقین ہو کسی ایسی تحقیق کے پیچھے نہ لگنا چاہیے جو آج کے پُرشور و دور میں تحقیق کے نام سے پیش کی جا رہی ہو اور اس میں اکابر دیوبند کے ارشادات و موقف سے ہٹا جا رہا ہو۔ ایسی تحقیقات کی بنیاد ہوائے نفس پر ہے اور ان تحقیقات میں ضعیف اقوال کو عقلی دلائل سے کچھ چمپکا کر لکھ دیا گیا ہے۔ تبلیغ بھی کی گئی ہے بلکہ اپنی مطلب برآری کے لئے نا تمام عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔ ترجموں میں جان بوجھ کر شرمناک غلطیاں کی گئی ہیں۔ ان گہرائیوں تک نہ پہنچنے والے مطالعہ کے شوقین حضرات ان سے متاثر ہو جاتے ہیں، اور ان کی تحریرات میں جو بات جلی غنومات اور پُرفریب و غوں کے ساتھ لکھی گئی ہو صحیح خیال کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ بے حقیقت یا غلط مگر مزین ہوتی ہے۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ جزا خیر دے کہ انہوں نے فتنہ و خارجیت اور یزیدیت پر قلم اٹھایا اور اکابر دیوبند سے لے کر حضرت مجدد صلی اللہ علیہ وسلم تک اکابر ہند کے اقوال اور قرآن و حدیث، فقہ اور تاریخ کے حوالجات جمع کر کے ان فتنوں اور غلط خیالات کی تردید شروع کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق مزید دے۔

حامد میاں غفرلہ

جامعہ مدنیہ کریم پور روڈ لاہور

۱۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ



تقریظ

جامع معقول و منقول استاد اعلیٰ حضرت مولانا محمد سعید اللہ صاحب مدظلہم، مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

میں بڑی خاصی سے مولفہ مرحومہ کا یہ فاضلہ حسن و دانت بڑا قیمتی کر

جستہ جسٹہ پر کم حفوظ کافی و زریہ توشیح اہل حق کے مسک کو

منفصل اور مدلل بیان فرما کر تمام اہل سنت و الجماعت پر جانِ عظیم فرمایا

حقوق کافی و کو حق تبار نے قرآن و طبع اور ادراک و لغز و طبع

مبتدا افراد کے کتاب کا فاضلہ علیہ فرمایا ہے

فاریہ قلم بھی یہی سب سے کی ایک کڑی ہے جس میں حقوق کافی و

نے مولانا محمد اسحاق سندھوی کے مسک پر نہایت تحقیق و انداز

تتبع فرما کر مشاوات صحابہ جیسے ناز و مسئلہ کو واضح فرمایا

نہ تبار حقوق کافی و کی سب سے کور فرمایا اور اس کتاب کو

فاضلہ معقول اور تاج بنایا اور میں اس درجہ از حد دیا ان میں

۱۵۶/۲۰۱۵

تبصرہ ماہنامہ البلاغ کراچی محرم ۱۴۰۲ھ جلد ۱۸ شماره ۱ اکتوبر نومبر ۱۹۸۳ء

(عکس)

بلاغ

۶۱

نام کتاب: مولانا محمد اسحق سندیلوی (کراچی) کا مسلک اور خارجہ حیثیت (حصہ اول)

تالیف: حضرت مولانا ذامنی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم۔ سائز: ۲۰×۳۰
کل صفحات: ۶۳۴ قیمت: ۲۵ روپے۔ ناشر: تحریک خدام اہل سنت
چکوال ضلع جہلم (پاکستان)۔

حضرت مولانا ذامنی مظہر حسین صاحب مدظلہ، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں باطل کی سرکوبی کا عظیم جذبہ پیدا فرمایا ہے۔ اور آپ کا قلم حقیقت نگاری کے سلسلے میں شہرت کا حامل ہے۔

زیر تبصرہ کتاب خارجیت اور ناصبیت کے فتنہ کا تریاق ہے۔ موصوف نے مولانا محمد اسحق صاحب سندیلوی (کراچی) کا مسلک بیان کرنے کے بعد اس پر تبصرہ فرمایا ہے اور ان کے خیالات پر تنقید کی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے اور اصحاب رسولؐ سے بیزاری اور ان کی مخالفت رخص و قبیحیت ہے اور محبت اہل بیتؑ کے باوجود اصحاب کرامؓ کی تعظیم و توقیر سنت ہے۔

مولانا سندیلوی صاحب کی بعض تحریریں ناصبیت کی حمایت اور خارجیت کی تائید میں موجود ہیں مولانا مظہر حسین صاحب نے دو حصوں میں ان کے خیالات پر تنقید کی ہے اور پہلے حصہ میں مشاجرات صحابہؓ کے بارے میں اکابر علماء حق کے اقوال اور ان کے تحریری اقتباسات پیش کئے ہیں اور ہر طرح مسلک اہل سنت کی ترجمانی فرمائی ہے۔ یہ کتاب محض تحفظ مسلک حق کی خاطر تحریر کی گئی ہے اس کی اشاعت سے کسی کی توہین یا دل آزاری مقصود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو صحیح اہل سنت و جماعت کے مسلک کا پابند بنائے جو افراتفریط سے پاک اور غلو سے برتر ہے۔ کتاب بہترین کتابت و طباعت کے علاوہ خوبصورت جلد سے مزین ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف کی محنت کو قبول فرمائے اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ماہنامہ

الحق

(اکوڑھ خاک)

نظارہ حقے فتنہ - مولفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب - حصہ اول - قیمت ۲۵ روپے

پتہ - تحریک خدام ہست جکوال

حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہؓ نے جب باہمی صلح کر لی اور لوگوں کو اطمینان سے غور کرنے کا موقع ملا تو سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوا اور غالباً کو ذہن میں پیدا ہوا کہ اگر ہم حق پر تھے تو دوسرے فریق کی نسبت کیا خیال کریں اگر حق پر نہ تھے تو ہم خود مذہبی عدالت میں کیا ٹھہرتے ہیں۔ جب کہ قرآن میں تصریح آئی ہے کہ "ومن یقتل مومنًا متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا"

فریقین تو سوچ ہی رہے تھے کہ خوارج نے اعلان کر دیا کہ دونوں جہنمی ہیں کیونکہ دونوں نے جان بوجھ کر ایک دوسرے پر تلوار چلائی ہے۔ اہل سنت کا اس وقت یہ عقیدہ تھا اور اب بھی ہے کہ قتل غم نہیں بلکہ قتل عطا ہے اس لئے اصل فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے جو حقیقت حال سے واقف اور نیتوں کے منشاء سے آگاہ ہے دراصل خوارج فرقہ سبائیہ (جو اسلام کا سب سے پہلا فرقہ ہے جس کا بانی ابن سبائیہ یہودی نو مسلم تھا جس نے حضرت عثمانؓ کے مخالفین کو ایک شیراز میں مجتمع کیا تھا) کی دوسری شاخ ہے۔ اور پہلی شاخ ناپے کو غلو یہ یا شیطان علی کے نقب سے مشہور کیا۔ خوارج کی تردید خود صحابہ کرام سے منقول و مذکور ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی زیر تبصرہ کتاب میں "ما انا علیہ واصحابی" کے اصول کے پیش نظر اصلاً خوارج اور غمنا اہل تشیع کا ذہن درست فوٹس لیا ہے۔ محمود احمد علیا سی اور اس کے پیروکاروں سے ٹھوس علمی بنیادوں پر گفتگو کی ہے اس کتاب میں بھی اور ان کی باقی تصنیفات کی طرح تحریر شستہ اور لہجہ متین ہے جو ہر طبقہ کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔

(عبدالقیوم حقانی)

(وائے عالی)

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد الیوب صاحب بنوری مدظلہ ہمتہ دارالعلوم سرحد پشاور
بسمہ ربی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی کی علمی اور تصنیفی خدمات قابلِ قدر
ہیں جب بھی ان کی تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے روزمرہ علالت کے باوجود
پڑھنے کو جی چاہتا ہے پوری تصنیف نہ بھی پڑھ سکوں تب بھی سطحی نظر دوڑائے
بغیر تجسس کو تسکین حاصل نہیں ہوتی حال ہی میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ العالی
کی چند تصانیف و تالیفات بخاری مختصہ، مستحبات، حجاب حرم، عقیدہ عصمتِ انبیاء
اور مودودی حضرت امپوری تھنوں کے تعاقب میں حجاب کریم اور مودودی، میان طفیل کی دعوت
التحاد کا جائزہ وغیرہ دستیاب ہوئیں۔ ان کی افادیت مسلم ہے پڑھنے سے حق کی
نشاندہی اور مذہبی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ مدنی جوابات، قاری کے فہم و ادراک کو
بیدار کرنے والے پر مغز خیالات، حقائق سے لبریز مرصع تحریر حضرت قاضی صاحب
مدظلہ العالی ہی کا لمبہ امتیاز ہے۔ کتنی گانے کئے اُن کی موثر نگ و دو اور باطل
فروں کا کامیاب تعاقب اکابر کے خیالات و افکار خصوصاً شیخ مدنی کی دور بین
سوچ کی صحیح ترجمانی ہے۔

خداوند کریم کے حضور دست بدعا ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت قاضی
صاحب مدظلہ العالی کی عمر میں برکت عطا فرمائے اُن کے قلم کی قوت و کثافت اور
تحریر کی جوانی کو قائم و دائم رکھے آمین۔ والسلام
دعا جو

محمد الیوب بنوری غفرلہ

شیخ الحدیث و ہمتہ دارالعلوم سرحد پشاور

۱۴۲۲ھ

۲۰

نوٹ: جمعہ کے لئے ہرگز بے کے دستے آنے
ضروری ہیں جمعہ بارے پر ہرگز - امان



نفع دے۔ رفق و بدعت، غارت و اجیت
امت کے وجود کے لئے سنت تقاضا دے
بیمہ ناجیت کے اثرات کا سیلاب الی سنت
میں آتے جھکے کا ضابطہ نے پکی بات مئے
کو کہ سنت کا ہے۔ جو خدا اللہ یقیناً مقبول
ہے۔ اللہ تم اپنے بندوں کو اس لئے بھیجے جس
کرنے کی توفیق دے، تارکین کبھی بدعت سے
مالین چر اقتاد بیت، رہ نعمت ہے اللہ ہم
اعضا و تمام برائوں کا جڑ ہے۔ ہرگز میں جو اللہ
کا وسیلہ ہے اس کا بے کا ہونا ضرور ہے۔

میں عنوان تلا ہے اس کتاب میں مولانا محمد سجاد
سندھ میں مامعہ کے نظریات پر بحث کا حق
ہے جو نہیں لے ایک کتاب کا کہ حدت میں ہیں
کیئے ہیں۔
حقاً صاحب پر اللہ رب العزت کی بے شمار
معتوبوں سے ایک یہ جو ہے کہ سکھاتا ہے
کے طبردار ہیں۔ افراط و تفریط سے کوسوں
دور رہتے ہیں۔ ہیشا اپنے بزرگوں، الابرار
اساتذہ سنت مالین کے نظریات و عقائد
کے ترجمان رہے ہیں۔ مکہ اقبال سے کسی نے
تشریح کی نہیں۔ اور قاضی صاحب اس پر تشریح بیان
لیکھ کر تھے نہیں۔ ایسے عقائد سے وہ انتظام
کے ساتھ اختلافات میں ہے مگر ان کے اخلاص
و تقیت سے انکار نا ممکن ہے۔ ہم نے اپنے
پیش میں دو بدعتوں کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے
جس بات کو حق سمجھا برلا مد لوک کہنا۔ ان
کے ہاں معلومت نام کی چیز کا تصور نہیں۔
انہوں نے اپنے یمن و یسار کے پر ماہ کے بغیر
جو حق سمجھا دیا کہ۔ نہ ہر ہاں کہ سنت کہنے کی
قلبی نہیں کی۔ ایک جسے حضرت مجاہد قسٹ
من اللہ غوث ہزار و ہزار رحمہ اللہ سے
ویر حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب ایک
اللہ کو پایہ پر تھے۔ دوسرے کے وجود محمد
سے اللہ رب العزت امت کو زیادہ سے زیادہ

نام کتاب: غارت و بدعت، مرتب و مولف حضرت
مولانا قاضی منظر حسین صاحب پکوال، ناشر
محمد بیک خدام اہل سنت پکوال

۱۱ صفحات - ۶۲۵

سائز ۲۰x۳۰

جلد قیمت ۲۵ روپے صرف

زیر نظر کتاب حضرت پیر فریاد مولانا قاضی
منظر حسین صاحب پکوال کے ضخامت علم
کی مرہون سنت ہے۔ صورت شیخ العربیہ المعجم
حضرت مولانا السید حسین احمد قادری رحمۃ
اللہ علیہ کے عظیم ہمارے ہیں۔ مکہ عربیہ میں وقت عالم
علی اللہ علیہ وسلم کے صلہ کرام کی عورت و ہر
کے تحفظ کے لئے حق دھن کی بازو دھتے
ہوتے ہیں۔ اپنے مشن میں اخلاص کے باعث
مکے کے لوگوں میں بے شمار ان کے
مہاج و مرید موجود ہیں۔ آپ نے خدام اہل
سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جوئی
ہے تنظیم کے مالک اتنے غصہ ہیں کہ ان کو
اپنے مشن کے ساتھ جنوں کی حد تک لگاؤ
ہے، دن رات میں شام قرآن کریم اپنے
مشن کے علم کو لئے پھر رہے ہیں۔

حضرت چچا منظر حسین بے شمار کتبوں
کے مصنف ہیں۔ زیر نظر کتاب غارت و بدعت نام



کے محنت ہیں ان کے احسان کو بھلائے مسخ کرنے یا اس کا استحقاق کرنے کی کوشش دونوں کو ہمیں حیرت کو بھی مسخ کر دیتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر صاحبِ رسولؐ
انجانات میں آیت الہی تھا اور اسکا حق پرانیت
کاروشن سادہ۔ اسی لیے اہل سنت کا ہمیشہ
سے یہ مسلک رہا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کا
بلا تخصیص دل و جان سے احترام کیا جائے۔
یہ درست ہے کہ صحابہ کرامؓ کے مراتب میں
فرق ہے، لیکن شرف صحابیت سب میں
مشترک ہے اس لیے ہم پر سب کا احترام
واجب ہے اور یہی سبب ہے کہ جمہور علماء
اہل سنت نے مشاہرات صحابہ میں کفر لسان
کو ترجیح دی ہے۔

تجارت کرام کے اختلافات میں ایک جماعت کی طرف تادی کرنا اور دوسری جماعت کو برحق ملحق بنانا اہل سنت کا نہیں روافض

از : مولانا ماضی منظر حسین صاحب
صفحات : ۱۲۴ صفحات مجلد نہری طائی دار
قیمت : ۲۵ روپیے
ناشر : تحریک خدام اہل سنت مکیوال
ضلع جہلم۔

اصحابِ رسولؐ اور رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
 اجمعین سیرت و کردار کے اعتبار سے اتنے
 ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ ان کے صدق
 و اخلاص، دیانت و امانت اور زہد و اتقا کی
 قمر کھائی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 ان مقدس اور پاکیزہ بندوں کو کھلے لغظوں
 میں جنت کی بشارت دی ہے اور ان کے
 دشمنوں کو اپنا دشمن کہا ہے۔ صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت
 ہمارے ایمان کی دلیل ہے اور ان سے بغض
 نفاق کی علامت ہے۔ یہ نفوسِ قدسی ہست

ماہنامہ صیائے موم لاہور

کاشیہ ہے۔ یہ قسمتی سے ہمارے ملک میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو یوں تو "اہل سنت" اور "تحفظ ناموس صحابہ" کا دعویدار ہے۔ لیکن وہ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو مسلسل طعن و تعریض کا نشانہ بنا رہا ہے اور تاریخ اسلام کی بعض ناپسندیدہ شہفیتوں (یزید - ابن زیاد وغیرہ) کو عظمت کی مسند پر بٹھانے کا جتن کر رہا ہے۔ بظاہر ان کی یہ سرگرمیاں روافض کی صحابہ دشمنی کا رد عمل معلوم ہوتی ہیں، لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ بھی روافض ہی کی ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ یہ گروہ صحابہ کرامؓ کی ناموس کا تحفظ کیا کرے گا۔ یہ تو روافض کی طرح اس ناموس کی پامالی اور محنین امت کی سیرت و کردار کو داغدار کرنے کے درپے ہے۔ فی الحقیقت یہ گروہ ایک ایسی نا صیت کا علمبردار ہے جس کے ڈانڈے خارجیت سے ملتے ہیں۔

ساہا سال پہلے وطن عزیز میں اس فتنہ کے شجر نامعلوم و ایب عین علی سفارت خانے کے دین بیزار ملازم محمود احمد عباسی نے بریاء اور تحقیق کی اڑ میں دجل و تبلیس کا ایسا دام ہرنگ زمیں بچھایا کہ روافض کی زبان درازیوں سے تنگ آئے ہوئے بہت سے سادہ دل مسلمان اس میں اسیر ہو گئے۔ حالانکہ اہل سنت کا مسلک ہمیشہ یہ رہا ہے کہ جس طرح سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عثمان ذوالنورینؓ، اُمّ المؤمنینؓ عائشہ صدیقہؓ، حضرت معروہ بن شعبہؓ، امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ کو ہدف طعن بنانا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ، حضرت حسنؓ، سیدنا حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء کو ہدف طعن بنانا بھی حق تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ جوہر صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کیا جائے یا ان میں سے بعض کو طعن و تعریض کا نشانہ بنایا جائے۔ اسے رافض ہی کہا جائے گا جس سے ہر صحیح العقیدہ مسلمان اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔

نواصب کی یزید اور اس کے حواریوں سے محبت ایک ایسی حقیقت ہے جسے کسی طور جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ یہ لوگ بڑے شوق سے یزید کے ساتھ محبت کریں۔ اور دعا کریں کہ ان کا حشر بھی اپنے اس محبوب کے ساتھ ہو۔ (۱) دہی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں جس کو جس کے ساتھ محبت ہوگا، قیامت میں اس کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا) لیکن غضب وہ یہ کرتے ہیں کہ یزید کی محبت کے جوش میں حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ، سیدنا حسینؓ، سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے رفقاء کے استخفاف اور توہین میں کوئی کسر اٹھائیں رکھتے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں میں عزت رسولؐ سے بعض کی بو آتی ہے۔ وہ اس بات کو بھی کید و ملامت کر

جس نا صیت کے علمبردار ہیں اس کی حدیں
خارجیت کے ساتھ ملتی ہیں اور یہ کہ رفض ،
نا صیت اور خارجیت ایک ہی درجت کی
تین شاخیں ہیں ۔

سندیلوی صاحب نے خلفاء راشدین
کے بارے میں جو شکوک و شبہات بعض ذہنوں
میں پیدا کئے ہیں ۔ قاضی صاحب کی یہ گرفتار
تائید ان شکوک و شبہات کا بھی ازالہ کر
دیتی ہے ۔ ہم قاضی صاحب کی اس بیش بہا
علمی کاوش کو منظر تحقیق دیکھتے ہیں اور تمام
اہل علم سے اس کے مطالعہ کی پُر زور سفارش
کرتے ہیں ۔ فی الحقیقت یہ کتاب نا صیت کے
سر پر گرز ابرہہ شکن کی حیثیت رکھتی ہے اس
کے پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے ۔
اور وہ تمام شبہات اور دوسو سے دور ہو
جاتے ہیں جو رواقہ خوارج اور لواصب
کے زہریلے پردہ پگندے سے بعض ذہنوں
میں پیدا ہو گئے ہیں ۔

۶۲۴ صفحات کی اس مجلد کتاب کی کتابت
طباعت اور کاغذ بہت عمدہ ہے ۔ اور قیمت
صرف پچیس روپے ہے ۔ صورتی اور معوی
خوبیوں سے لبریز اس کتاب کو اتنی ارزال
قیمت پر پیش کرنے کے لیے تحریک خدام اہل
سنت چکوال بھی مستحق ستائش ہے ۔
ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قاضی منظر حسین
صاحب کو اس کتاب کی دوسری جلد بھی جلد از جلد
منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے ۔
(طائب ہاشمی)

جیلے ہیں کہ قرابت رسولؐ کی کیا اہمیت ہے
اور یہ بھی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے مومن اقرباء سے کس قدر محبت تھی ۔
فی الحقیقت دین کا محور حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہے ۔ جن کو حضورؐ
نے محبوب جانا ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ
ہم بھی ان کو محبوب جانیں اور مشاہدات
صحابہ کی اڑے کران پر لعن و تعریض کے تیر
نہ برسائیں اور نہ کسی غیر صحابی کو کسی صحابی پر
ترجیح دیں ۔

گزشتہ چند برسوں سے لواصب کے سب
سے بڑے سرپرست کراچی کے مولانا محمد اسحق
سندیلوی صاحب ہیں ۔ ان صاحب نے یرید کی
محبت کے جوش میں اپنی تحریروں و تقریر کے ذریعے
اہل سنت کے مسئلہ عقائد و نظریات کو مسخ کرنے
پر کمر باندھ رکھا ہے ۔ اس سلسلے میں انہوں نے
تاریخ اسلام کے ان جلیل القدر علماء و محدثین
کو بھی معاف نہیں کیا جن کی جلالت علمی
نے دنیا کے اسلام کو صدیوں سے مسخر کر رکھا
ہے ۔ زیر نظر کتاب ”مولانا محمد اسحق سندیلوی
دکراچی کا مسلک اور خاندانی فتنہ“ میں مولانا
قاضی منظر حسین صاحب نے سندیلوی صاحب
کے افکار و نظریات کا بھرپور انداز میں جائزہ
لیا ہے اور ان کے تمام گمراہ کن دلائل کے نیچے
ادھیر کر رکھ دیئے ہیں ۔ قاضی صاحب کے
دلائل اتنے محکم ہیں کہ کسی سلیم الطبع شخص
کے لیے ان کا رد کرنا ممکن ہی نہیں انہوں نے
جوابات لکھی ہیں پورے حوالے اور دلیل کے ساتھ
لکھی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ سندیلوی صاحب

ماہنامہ الخیر ملتان

خارجی فتنہ اور مولانا محمد اسحاق سندیلوی کا مسلک

مؤلف : حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجہم

صفحات : ۶۱۲ کاغذ : کتابت : طباعت : متوسط

قیمت مجلد : ۱۵ روپے / ۱۵ روپے کا پتہ : دفتر خدام اہل سنت چکوال ضلع جہلم

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلوی مدظلہما کے نام اہل علم حضرات کے لئے غیر مانوس اور اجنبی نہیں ہیں۔ دونوں حضرات کا علم و فضل اور تدبیر و تقویٰ مسلمات سے ہے کچھ عرصہ قبل حضرت قاضی صاحب نے اپنے ایک رسالہ "دفاع صحابہ" میں محمود احمد عباسی کے نظریات کا رد کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ دعوت و ارشاد کے صدر مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی پر بھی جرح کی اور ان کے بارے میں خارجیوں کے سلسلہ میں نرم گوشہ رکھنے کا دعویٰ کیا۔ مولانا صدیقی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ "جواب شافی" تحریر کیا اور استفسار فرمایا کہ وہ کونسا جدید مکر کبید پیدا ہوا ہے کہ موصوف کو میری کتاب میں خارجیت نظر آنے لگی جبکہ وہ اس سے پہلے اس کی تحسین فرما چکے ہیں قاضی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں زیر تبصرہ کتاب "مولانا محمد اسحاق سندیلوی کا مسلک اور خارجی فتنہ" تحریر فرمائی۔

جس میں مصنف لکھتے ہیں کہ "راقم الحروف نے محض تحفظ مسلک حق کے لئے یہ کتاب لکھی ہے میں نے یہ ملحوظ نہیں رکھا کہ سندیلوی صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء پکھنوی میں مدرس رہ چکے ہیں یا علامہ مولانا محمد بنوری کے جامعہ اسلامیہ میں شعبہ دعوت و ارشاد کے صدر ہیں میں نے بلا کسی حسد اور تعصب کے سندیلوی نظریات کا رد کیا ہے۔ اور الحمد للہ میں باطل مطمئن ہوں کہ مسئلہ شاہراست صحابہ کے بارے میں حضرت اکابر اہلسنت کی اتباع میں خارجیت، رافضیت اور مودودیت وغیرہ مسلک حق کی ترجیح کی خدمت مجھے نصیب ہوئی (خارجی فتنہ ص ۲۹)۔

کتاب میں مرکزی بحث اصل مسئلہ والجماعت کے اس موقف کو مدلل مبرجین کہنے پر کی گئی ہے اور کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں بلکہ صواب و خطا کا ہے اور اجتہادی خطا حق کے دائرہ میں ہی ہوتی ہے نہ اس سے خارج، مودودی صاحب جنگ صفین

الحمد
میں حضرت معاویہؓ کو حقیقتاً باطل پر سمجھتے ہیں اور سند یوی صاحب اور عباسی صاحب حضرت معاویہؓ کی اجتہادی خطائے بھی قائل نہیں ہیں لیکن اصل حق اس افراط و تفریط کے خلاف اعتدال پر قائم ہیں (ص ۱۱۱)
(۱۷) حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ راشد تھے۔

نظاہر ہے کہ جس موضوع پر قاضی صاحب نے قلم اٹھایا ہے وہ جمہور اہل السنۃ کا مختار اور راجع موقف ہے اس لئے مصنف نے عقلی و نقلی دلائل اور اسلاف کی غیر مبہم عبارات و تصریحات کا کافی ذخیرہ اس سلسلے میں پیش کیا ہے چنانچہ انہوں نے امام عبدالقادر بغدادیؒ، حافظ ابن حزم اندلسیؒ، امام غزالیؒ، امام قرطبیؒ، قاضی ابوبکر بن العربیؒ، شاہ عبدالقادر سیلابیؒ، امام نوویؒ، امام برہان الدین فرغانیؒ، حافظ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، شیخ ابن ہمامؒ، علامہ ابن کثیرؒ، شیخ ابن حجر مکیؒ، علامہ ملا علی قاریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ اور دیگر اکابرین کی وہ عبارات نقل کی ہیں جن میں صحابہ کرام کے مشاجرات میں ہر فریق کی نیک نیتی اور اخلاص پر اعتقاد رکھنے کو جزو ایمان قرار دیا گیا ہے (ب) صحابہ کرام کے اختلاف کو اجتہادی نوعیت کا اختلاف قرار دیا گیا ہے جس میں ہر فریق عند اللہ اجر و ثواب کا مستحق ہے (ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ اللہ عنہ حضرت امیر معاویہؓ دونوں حق پر تھے مگر حضرت علیؓ حق کے زیادہ قریب تھے (د) کافی برواۃ عثمانؓ للشیخ غفرلہ احمد النعمانیؒ (۲۱)

حضرت عثمانؓ غنیؓ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اللہ عنہ کی خلافت کے خلافت راشدہ مہونے پر بھی مصنف نے اکابرین امت کے اقوال و تصریحات سے احتجاج کیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں امام فخر الدین رازیؒ، قاضی ابوبکر بن العربیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ قاضی صاحب نے مندرجہ بالا موقف کی تائید میں جو اقوال تحریر کئے ہیں ان میں سے بعض پیش خدمت ہیں۔

(۱) جمہور اہل سنت یہ مسکد کہتے ہیں کہ حق حضرت علیؓ کی جانب تھا اور آپ کے مخالف راہ خطا پر چلے ہیں لیکن ان کا اختلاف جو کہ اجتہاد پر مبنی ہے اس لئے ان پر طعن و بلاست نہیں کی جاسکتی۔
(۲) ترجمہ کتب و بیانات امام ربانی ج ۲ ص ۲۰۶ مکتوب ۲۱

(۲) اذ کان علی رضی اللہ عنہ هو الحق المصیب فی ثلاث الحروب هذا
مذہب اہل السنۃ قالما معاویہ رضی اللہ عنہ فہو من

الحدود الفضلاء والصحابۃ الخبایہ الی قولہ ولا یلزم من ذلك
نقص احد - (نودی شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی وہ صواب پر تھے یہی اہل السنۃ کا مذہب ہے۔ حضرت معاویہ رضی عادل فاضل
اور شریف صحابہ میں سے ہیں۔ اجتہادی اختلاف کی وجہ سے ان میں سے کسی کے لئے نقص لازم نہیں آتا۔
(۳) ہمالیے اصحاب اک اجماع ہے کہ اصحاب جبل اور اصحاب معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے میں حضرت علی
صواب پر تھے (اصول الدین لعبد القادر البغدادی) بیان عقائد اہل السنۃ ص ۲۸۹

(۴) حضرت علی رضی اپنے اجتہاد میں صواب پر ہیں۔ اور حضرت معاویہ رضی اور ان کے ساتھی
مجتہد ہیں اور خطا کرنے والے، انکو ایک اجر ملے گا (الفصل فی الملل والنحل ص ۶۱)

(۵) حضرت علی رضی پر تھے اور حضرت معاویہ رضی کی خلافت بعد وفات حضرت علی رضی و صلح حضرت حسن رضی
تھی۔ (غنیۃ الطالبین)

(۶) دونوں گروہوں میں حضرت علی رضی زیادہ حق پر تھے۔ حضرت معاویہ رضی مجتہد و ماجور ہیں۔
(البدایہ والنہایہ ص ۲۸ ج ۲)

(۷) جمہور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جو حضرت علی رضی کے ساتھ ہو کر لڑنے والے ہیں وہ صواب پر
تھے۔ جنہوں نے ان سے جنگ کی وہ قابل مذمت نہیں (فتح الباری ص ۵۵ ج ۲)

مصنف کو شکایت ہے کہ مولانا محمد اسحاق سندیلوی نے اکابر امت کی ان تصریحات کی علی الرغم
موقوف اختیار کیا ہے مثلاً: جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی بہ نسبت حضرت علی المرتضیٰ کے اقرب
الی الحق تھے (اظہار حقیقت ج ۲ ص ۴۵۵)

یہ مسلک حضرت علی رضی کا اقرب الی الحق ہونا) باوجود شہرت و مقبولیت عام درحقیقت باطل غلط،
بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے (اظہار حقیقت ج ۲ ص ۴۶۱)

ہم نے متاخرین کی غلط روش کو چھوڑ کر تحقیق کا صحیح راستہ اختیار کیا ہے (اظہار حقیقت ج ۲ ص ۴۶۱)
اور جب ان کا (حضرت معاویہ رضی کا) غلطی ہونا ثابت نہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ وہ حق پر تھے۔
(حوالہ بالا ص ۴۶۱)
حضرت علی رضی کی رائے صحیح ضرورتی مگر حضرت معاویہ رضی کی رائے صحیح نسبتاً زیادہ صحیح تھی وغیر ذلک (ص ۴۶۱)

نکتہ اس میں شک نہیں کہ قاضی صاحب موصوف نے اہل سنت کی صحیح صحیح ترجمانی فرمائی ہے، اگر مولانا سندیلوی کے نظریات پر تنقید کرتے ہوئے کچھ ایسے جملے بھی اُن کے قلم سے نکل گئے ہیں جو اُن کے مقام سے نکتہ اور مولانا سندیلوی پر جارحانہ تنقید کے زمرے میں آتے ہیں مثلاً مولانا سندیلوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ نکتہ عقیدہ ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ کی خلافت صحیح خلافت تھی اور بیشک وہ خلیفہ برحق تھے یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ مرنی اعظم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت نے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے قلب کی حُبِ دُنیا کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ سے بھی پاک کر دیا تھا چہ جائیکہ کہ حضرت علی مرتضیٰ جن کا شمار اکابر صحابہ میں ہے اور وہ اس گروہ کی افضل ترین جماعت میں شامل ہیں: (اظهار حقیقت ج ۲ ص ۱۷۱)

جب کہ حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں :
 ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں محقق مذکور کو حضرت علیؑ کی عظمت خلافت کی تنقیص کے لئے کوئی بات مل جاتی ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں (خارجی فتنہ ص ۲۷۲)
 ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلک اہل سنت والجماعہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے کے لئے کسی موقع کے منتظر تھے۔ (حوالہ بالا ص ۱۹)

”سندیلوی صاحب اپنے آپ کو علم و اجتہاد کے جس مقام پر سمجھتے ہیں وہ اس کے اہل نہیں ہیں ان میں اگر صرف فکر و نظر کی کمزوری ہو تو کسی درجہ میں نظر انداز کیا جاسکتا تھا لیکن تعجب خیز اور عبرتناک امر یہ ہے کہ وہ اس علمی بحث میں غلط بیانیوں اور علمی خیانتوں کے مرتکب ہوئے ہیں (حوالہ بالا ص ۲۷)
 ”سندیلوی صاحب کو کون سمجھائے کہ آپ کفش بردار نہیں بلکہ کفش مار ہیں۔ آپ کو انانیت میں نے خراب کیا ہے۔ (حوالہ بالا ص ۱۷) بہر حال مجموعی طور پر کتاب لائق مطالعہ و قابل استفادہ ہے۔

(رائے گرامی)

یادگار سلاطین رئیس الخطاطین حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم برخطہم

بسم الله الرحمن الرحيم، محمدًا و تصلى على رسوله الكريم

۱۹۵۹ء میں محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ و یزید" منظر عام پر آئی۔ شہرت ہوئی کہ ردِ شیعیت میں لکھی گئی ہے۔ چونکہ کئی مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شکل میں شیعوں کی گستاخوں اور زبانِ دریا سے تنگ آتے ہوئے تھے لہذا انہوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ لیکن جب کتاب مستحقِ علما کی نظر سے گزری تو انہوں نے فوراً جانچ لیا کہ یہ کتاب مسلکِ شیعہ ہی کے خلاف نہیں بلکہ عقائدِ اہل السنۃ والجماعت کے بھی منافی ہے۔ اس کتاب میں ریحانۃ النبی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موقف و مسلک کو دیدہ و دانستہ بگاڑ کر پیش کیا گیا ہے اور ان کے مقابلے پر یزید کی حمایت میں مبالغہ اور غلط بیانیوں کے انبار لگا دیے ہیں۔ بقول حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) "اس کتاب کے مضامین اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف اور جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں" یہ حقیقت ہے کہ اس کتاب میں ردِ رقص و شیعیت کے لئے طریقہ اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف شیوہ نواصب و خوارج کو اختیار کیا گیا ہے۔

دسمبر ۱۹۵۹ء میں جبکہ قطب الارشاد حضرت مولانا و مرشدنا شاہ عبدالغفور رائے پوری قدس سرہ (۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۲ء) کا قیام مبارک لاہور میں تھا۔ کوئی صاحب یہ کتاب لائے۔ حضرت اقدس کی مجلس میں چونکہ فرقہ باطلہ کے رد میں کوئی نہ کوئی کتاب سنانے کا معمول تھا۔ لہذا اسی خیال سے اس کتاب کی خواہنگی شروع ہوئی۔ ابتدا ہی میں اس کتاب کے مطالب و مقاصد کو بجانب لیا

گیا، اس لئے مجلسِ علم کی بجائے نہایت محدود حلقے میں سستی گئی۔

ہمارے حضرت قدس سرہ کے برادرِ زاوہ اور مجازِ طریقت حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مدظلہ جن کی مسلسل خط و کتابت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے رہتی تھی (مولانا حضرت شیخ کے تلمیذِ رشید بھی ہیں) ان کا اکثر معمول تھا کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حالات کو آفت حضرت شیخ رحمۃ اللہ کی خدمت میں لکھتے رہتے تھے۔ حسبِ معمول انہوں نے اپنے مکتوب میں تحریر کیا کہ ان دنوں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجلس میں ایک کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ پڑھی جا رہی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے بلا توقف فوراً جواب لکھا اور حیرت و اضطراب کا اظہار فرمایا کہ یہ کتاب اس قابل نہیں کہ حضرت اقدس کی مجلس مبارک میں سنائی جائے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی حسبِ ذیل ہے:-

باسمہ سبحانہ

مکرم محترم مولوی عبدالحلیم صاحب مد فیہ شکم

بعد سلام مسنون! اس وقت جمعہ کے دن ۱۱ بجے میر صاحب سے سرسری ملاقات ہوئی کہ ہجوم تھا۔ رسالہ پہنچ گیا مگر دستی پرچہ باوجود میرے سوال کے بھی کوئی نہیں دیا۔ اس کے بعد ڈاک آئی اور اس میں تمہارا کارڈ پر سوں بدھ کا لکھا ہوا ملا۔ اگرچہ اس وقت جمعہ اور ہجوم کی وجہ سے وقت تنگ ہے مگر چونکہ اس میں ایک تو نظامِ الاوقات میں یہ دیکھا کہ ایک کتاب ”خلافت یزید“ کے متعلق سنائی جا رہی ہے اگر یہ وہی عباسی والی ہے تو ہرگز اس قابل نہیں کہ مجمع میں سنائی جائے، جو حدیثِ شریعت سے واقف نہیں، تاریخ پر عبور نہیں، ان کو اس کا دیکھنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ سخت گراہی کا اندیشہ ہے۔ اس بد نصیب نے دیدہ و دانستہ

عبارتیں مسخ کی ہیں۔ مثال کے طور پر لکھتا ہوں کہ حافظ ابن حجر مکی تہذیب التہذیب سے یحییٰ کا قول نقل کیا ہے کہ حافظ نے اُن سے یزید کی توثیق نقل کی۔ اب ذرا کوئی شخص اصل کتاب کو نکال کر دیکھے تو معلوم ہو کہ حافظ نے اس میں یہ لکھا ہے کہ یحییٰ جرایک ثقہ آدمی ہیں، انہوں نے فلاں سے جو ثقہ ہے، یہ نقل کیا کہ میرے سامنے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کے کورے لگوائے کہ تو یزید کو امیر المؤمنین کہا ہے؟ اس سے اندازہ کر لو کہ اس جاہل نے اس کو یہ لکھا کہ حافظ نے یحییٰ سے یزید کی توثیق نقل کی۔ تعجب ہے کہ مولانا محمد صاحب کے وہاں ہوتے ہوئے بھی یہ کتاب حضرت کی مجلس میں پڑھی جاسکتی ہے۔ نہایت غفلت میں یہ سطور اس لئے لکھ دیں کہ میرا صاحب آج جا رہے ہیں۔ ڈاک کا خط نہ معلوم کب تک پہنچے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سلام کے بعد دعا کی درخواست۔

فقط زکریا

۳۰ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

مولانا عبدالمجلیس صاحب نے مکتوب بالا کے جواب میں عرضہ لکھ کر واضح فرمایا کہ کتاب "خلافت معاویہ و یزید" مجلس عام میں نہیں سنی گئی بلکہ صرف چند مخصوص افراد کا حلقہ تھا۔ اس پر مزید حضرت شیخ الحدیث کا والا نامہ آیا۔ تحریر تھا یہ "کتاب خلافت معاویہ و یزید" کے متعلق تم نے لکھا کہ خواص کے مجمع میں پڑھی جاتی ہے، لیکن جن خواص کا نام آپ نے لکھا، وہ بھی تائید و حدیث کے زیادہ ماہر نہیں ہیں اور اس کتاب میں بددیانتی سے کام لیا گیا ہے کہ لا تعرفوا الصالحین سے ناز کے پڑھنے کی قرآن پاک سے مخالفت کے مشابہ ہے۔ فقط والسلام

زکریا مظاہر علم

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ

کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ کے مندرجات سے حضرت اقدس راہپوری کو جو محبت صحابہؓ و اہل بیتؑ میں ڈوبے ہوئے تھے، کیسے اتفاق ہو سکتا تھا؟ یہ خواندگی تو محض معلومات کے لئے تھی۔ حضرت اقدس نے اپنے مخصوص انداز میں ایک مختصر اور بلیغ جملے سے اس کتاب کی ترویج فرمادی۔ فرمایا: ”ہمیں تو اہل بیت کرامؑ سے بھی محبت ہے۔“ انہی دنوں یہ بھی فرمایا کہ ”میں تو ان سیدوں کا غلام ہوں لیکن شیعوں کا نہیں۔“ کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ دوبارہ کبھی حضرت والا کی مجلس میں دیکھی اور سنی نہ گئی۔ حالانکہ پسندیدہ کتابیں مجلس مبارک میں بار بار پڑھی جاتی تھیں۔

علماء اہل سنت و یونہی نے بر ملا اس کتاب کی ترویج کی اور اس کے مصنف کی فتنہ انگیزی سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب طاب اللہ ثراہ و جلیل الحجۃ شواہ نے ”شہید کربلاؑ اور یزید“ لکھ کر فواسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

دنیا میں جو فتنہ بھی پیدا ہوتا ہے، برگ و بار ضرور لاتا ہے۔ محمود احمد عباسی پاکستان میں فتنہ یزیدیت کا بانی ہے۔ اس کے گمراہ کن نظریات پھیلتے جا رہے ہیں، اور آج یہ حال ہے کہ جدید دانشوروں کی خاصی تعداد اس کے تصنیفی و ام تصدیق کا شکار ہو چکی ہے اور حیف صد حیف کہ بعض عالمان دین بھی اس ضلالت و مصل کی تحقیقی خرافات پڑھ پڑھ کر جاوہ اہل سنت سے ہٹ گئے ہیں عباسی کے ان متاثرین میں اس وقت سر فہرست مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی ہیں جو اس وقت عباسی مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ کاش مولانا اس مقام پر نہ جاتے۔ اللہ تعالیٰ فتنوں کی سرکوبی کا سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اس ”فتنہ تازہ“ کی

سینچ کنی کے لئے اللہ تعالیٰ نے زبدۃ العلماء عمدۃ الصلحاء حضرت مولانا قاضی مظہر صاحب دامت برکاتہم کو منتخب فرمایا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔
 حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے کتاب ”خارجی فتنہ“ لکھ کر اہل سنت و الجماعہ کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے اور خوارج و نواصب پر ضرب کاری لگائی ہے۔ اس کتاب کے مندرجات علماء اہل سنت دیوبند کے عقائد و نظریات پر مبنی ہیں۔
 حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت سید احمد شہید، حضرت شاہ اسماعیل شہید، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر گئی، حضرت مولانا رشید احمد مدظلہ گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ اسرارہم کے یہی عقائد و نظریات تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی کتاب کو ہم سب کے لئے ذریعہ ہدایت اور حضرت مؤلف مدظلہم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

استقر نفیس الحسینی

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

۲۹ فروری ۱۹۸۴ء

۳۴ کریم پارک

لاہور

ماہنامہ بینات کراچی

مولانا محمد اسحاق سندیلوی (کراچی) کامبلٹ

(اور

خارجی قلم (حصہ اول)

تالیف: مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

صفحات: ۶۱۲ ، قیمت مجلد - ۲۵ /

پتہ: دفتر خدام اہلسنت ، چکوال ضلع جہلم

جیسا کہ کتاب کے نام سے واضح ہے یہ کتاب مولانا محمد اسحاق صدیقی (مصنف اظہار حقیقت بحراب خلافت و ملوکیت) و صدر شعبہ دعوت و ارشاد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) کے رد میں لکھی گئی ہے۔

اس کی تقریب یہ ہوئی کہ مصنف اپنے رسالہ ”دفاع صحابہ“ میں محمود احمد عباسی (مصنف خلافت معاویہ و یزید) کے قلم کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد اسحاق صدیقی کے بارے میں لکھا تھا:

”جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے ایک استاذ مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی صدیقی

ہیں جو غالباً استاذ ہیں مولوی عظیم الدین صاحب کے۔ محمود احمد عباسی عظیم الدین

اور حکیم فیض عالم وغیرہ مصنفین نے تو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حسین کے خلاف تیز لہجہ

اختیار کیا۔ اور مولانا محمد اسحاق بوقوف تقریباً بات انہی کی کرتے ہیں۔ لیکن لہجہ کچھ نرم اختیار

کرتے ہیں۔ وہ پوری طرح حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق اہل سنت کے عقیدہ سے متفق نہیں

ہیں۔ اسی لئے وہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کو عارضی اور عبوری خلافت قرار دیتے ہیں نہ

کہ مستقل اور آیت تکمیل اور آیت استخلاف کا مصداق۔ (ص ۵۲)

اس کے بڑے بھائی مولانا محمد اسحاق صاحب مدنی نے ایک چھوٹا سا رسالہ "جواب شافی کے نام سے لکھ دیا۔ گویا زیر نظر کتاب جواب شافی کے جواب میں لکھی گئی ہے جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ مولانا محمد اسحاق سندیلوی کا تعلق محمود احمد عباسی کے خارجی ٹولے سے ہے، وہ انہی کے ہمنوا ہیں۔ اور انہی کے نظریات کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ کتاب میں اس دعویٰ کے ثبوت میں جو دلائل پیش کیے گئے ہیں وہ اولاً : محمود احمد عباسی کی کتاب "مملکت معاویہ و یزید" (جو دورِ جدید میں خارجیت کی بنیاد ہے) کے جواب میں حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کا ایک مقالہ شائع ہوا جس میں آپ نے لکھا کہ کتاب کے مضامین مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف اور جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق صاحب نے "صدقِ جدید لکھنؤ" کی ۱۲ نومبر ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں عباسی صاحب کی حمایت اور قاری صاحب کی رد میں ایک بیان شائع کیا۔ جس میں لکھا :

"کتاب خلافت معاویہ و یزید تو زلزلہ انگن ثابت ہوئی اگر شیعہ حضرات اس کی اشاعت سے مضطرب ہیں تو جائے تعجب نہیں۔ مگر بعض اہل سنت کا ان کی ہمنوائی کو تاحیرت انگیز ہے۔ خصوصاً ہتھم دارالعلوم کا یہ اعلان اور بھی تحیر خیز ہے کہ کتاب کے مضامین مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف اور جذبات کو مجروح کرنے والے ہیں۔" میں نے کتاب اول سے آخر تک دیکھی، اس کا موضوع تاریخی واقعات ہیں نہ کہ مذہبی عقائد۔

ہاں اگر کوئی شخص ایک عقیدہ قائم کر کے واقعات و حوادث کو ان کے مطابق بنا چاہے تو تحقیق کے بعد اس کی سبب لاء حاصل کی لذت ختم ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ اس لئے کہ واقعات کا ہمارے خیال کے مطابق ہونا ضروری نہیں، مذہب اہل سنت والجماعت تو اس طرز فکر کی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے کتاب کے مضامین کا تضاد بالکل خلاف عقل ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یزید قتل حسینؑ کے مجرم کا مرتکب ہی نہیں ہوا تو اس کی مذمت یا اس کے عداوت و نفرت کے لئے کیا وجہ جواز ہو سکتی ہے۔ یہ ذہنیت بالکل ناقابل فہم ہے کہ واقعہ خواہ کچھ ہو مگر ہم تو یزید کو بہر حال مجرم ہی سمجھیں گے۔ گویا اسے مجرم سمجھنا کوئی مخصوص عقیدہ ہے۔ جس پر قائم رہنا اداس کے خلاف تاریخی شہادتوں کو رد کر دینا عین واجب ہے۔ مذہب اہل سنت والجماعت تو ہرگز اس طرز فکر کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اس تاریخی مسئلہ کو

کتاب میں پیش کیا گیا ہے تو غریب مصنف نے کیا جرم کیا ہے ؟ اور ملک اہلسنت
والجماعت کی کونسی مخالفت ہے۔

مصنف لکھتے ہیں یہ عبارت سے محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معلویہ و یزید کی مکمل حمایت ثابت ہوتی
ہے۔" باقی رہا یہ کہ عباسی صاحب کی کتاب مذہب اہل السنۃ والجماعت کے خلاف نہیں ہے تو یہ سند یلوی صاحب
کی صریح غلط بیانی ہے کیونکہ اس کتاب میں صرف یہ نہیں کہ یزید کو صالح اور متقی قرار دیا گیا ہے بلکہ حضرت
علی المرتضیٰ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی صریح تنقیص و توہین کی گئی ہے۔ (مذہبی فقہ ص ۷۷)
ثانیاً : عباسی تحریک کے لڑکچہ میں مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی کا نام محمود احمد عباسی صاحب کے
شاگردوں میں درج کیا گیا ہے۔ چنانچہ محمود احمد عباسی صاحب کے سب سے زیادہ فیض یافتہ شاگرد
کو اچھی کے عزیز احمد صاحب صدیقی ہیں۔ ان کی تصانیف مکتبہ جابر اہمٹی کراچی سے شائع ہوتی ہیں۔ ان کے
ایک رسالہ "قرآن احمد مسلمان" ص ۱۵ میں "شکار توفیق" کے تحت لکھا ہے :

"اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے پاکستان میں محمود احمد عباسی کو ۸۰ سال
کی عمر میں تاریخ اسلام کے چہرے سے گندگی کا گرد و غبار دور کرنے اور مصیبت کے
داغ و بھے دور کرنے کی توفیق بخشی۔ موصوف نے پندرہ سال کے عرصے میں نہ صرف
"خلافت معاویہ و یزید" تحقیق خرید۔ "حقیقت سید و سادات"۔ "حقیقت
خلافت و ملوکیت"۔ "مقتل حسین" اور "ام ثانی" جیسی ایمان افروز تخلیقات پیش کیں۔
بلکہ اپنے شاگردوں کا بڑا حلقہ تیار کر دیا جس نے تحقیق و تردید سبائیت و باطنیت کو
اپنا مقصد زندگی بنالیا۔ جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں :

۱) سرخند صدیقی (۲) محمد سلطان نظامی لاہور (۳) ابو یزید بٹ لاہور تالیفات
رشید بن رشید وغیرہ۔ (۴) حکیم فیض عالم صدیقی جہلم (۵) ایم جے آغا مؤلف "خدا
پرستی سے انسان پرستی تک" وغیرہ۔ (۶) مولوی محمد اسحاق صدیقی ندوی کراچی مؤلف
اعلیٰ حقیقت بخواب خلافت و ملوکیت ۲ جلد۔ اسلامی ذہن وغیرہ (۷) شائق صدیقی
کوچی (۸) مولوی عظیم الدین صدیقی تالیفات علی مرتضیٰ، حادثہ بکر بلا، امیر المؤمنین

یزید وغیرہ

مصنف اس عبارت کو نقل کر کے اس پر حسب ذیل تبصرہ کرتے ہیں:

جب کراچی سے شائع شدہ کتابوں میں محمود احمد عباسی صاحب کے تلامذہ میں مولانا محمد اسحاق سندیلوی مؤلف اظہار حقیقت کا نام بھی پایا جاتا ہے تو پھر ہم اگر یہ سمجھیں کہ مولانا بھی اس گروہ کے ایک فرد ہیں تو مولانا کو زیادہ چہن بچہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ص ۶۵)

ثالثاً: محمود احمد عباسی صاحب کی خارجی پارٹی کے ایک رکن مولوی عظیم الدین صاحب مؤلف "حیات سیدنا یزید" ہیں۔ موصوف کا ایک کتابچہ "حادثہ زکریا" کے نام سے ہے، جو لغویات کا پشتارہ ہے۔ اور جس کے صفحہ ۱۵ پر یہ داد تحقیق دی گئی ہے کہ عمرو بن سعد اور شمزی الجوشن وغیرہ تو حضرت حسینؑ کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اور آپ کو قتل کرنے والے وہ کوئی نہیں جو برکاتی لشکر میں تھے۔ بلکہ آپ کو ان ساٹھ کو فیوں نے شہید کیا ہے جو آپ کے قافلہ میں شریک تھے۔ اس کتابچے میں مولوی عظیم الدین صاحب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بجائے رضی اللہ عنہ کے ہر جگہ رح کی علامت لکھی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت حسینؑ کو صحابی نہیں تسلیم کرتے۔

اور اس کتابچے کے صفحہ ۶ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت علیؑ کے عہد میں حالات نے اسلامی غزوات و فتوحات کے بجائے خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا رخ اختیار کر لیا۔ چنانچہ جمل، صفین اور نہروان نامی تین خطرناک اور اہل اسلام کے لئے تباہ کن جنگیں ہوئیں۔ جن میں ایک لاکھ کے قریب مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ بالآخر حضرت علیؑ اپنے ہی گروہ کے عبدالرحمن بن ملجم نامی برادر کشی سے تنگ آئے ہوئے ایک شخص کے قاتلانہ حملے سے شہید ہو گئے۔"

مولانا محمد اسحاق صاحب اس کتابچہ "حادثہ زکریا" کے مذکورہ بالا مضامین کی تحسین و تقریر لفظان

الفاظ میں فرماتے ہیں:

"مولانا ابو الحسن محمد عظیم الدین صاحب کا رسالہ "حادثہ زکریا" میں نے دیکھا، انشاء اللہ بہت مفید اور نافع ہے۔ اہل سنت کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ سببانی

دروغ بافیوں نے جو ظلم تیار کیا ہے وہ شکست ہو۔“

مولوی عظیم الدین صاحب، عباسی صاحب کی تحریک کے رکن رکین ہیں۔ اور مولانا محمد اسحاق صاحب ان کی کتاب کی تصدیق و تقریظ فرماتے ہیں۔ اس سے مصنف یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دونوں کے نظریات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، اور نیریدیت کے مسئلہ پر نظریاتی طور پر تو مولوی عظیم الدین کو مولانا سندیلوی کا شاگرد کہا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ جُدا امر ہے کہ شاگرد اساتذہ سے بڑھ جاتا۔ (۳۵ تا ۳۷) زاہداً، محمود احمد عباسی صاحب اور ان کے شاگردوں نے ملک میں خارجیت و ناصبیت کا طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اور خود کراچی سے شائع ہونے والے کتابچوں پر یہ الفاظ نمایاں طور پر لکھے جا رہے ہیں:

”ناصری بھائیوں اور ٹھیٹ مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے۔“

لیکن مولانا محمد اسحاق صاحب اس ناصبی و خارجی ٹولے کے وجود ہی سے انکار فرما رہے ہیں چنانچہ اظہار حقیقت جلد اول ص ۲ پر لکھتے ہیں:

”اگر اس سے نواصب و خواجه مراد ہیں تو جہاں تک مجھے علم ہے ان کا کوئی وجود پاکستان و ہندوستان میں نہیں ہے۔۔۔ نآج تک ان ملکوں میں ایسی کتاب کا نام سنا گیا ہے جس میں ناصبیت و خارجیت کی ترجمانی کی گئی ہو۔“

اور مولانا موصوف اپنے ایک مکتوب بنام حافظ عبد الوحید صاحب حنفی (جکوال) مورخہ یکم ربیع ۱۳۹۵ھ — ۱۲ جولائی ۱۹۷۵ء میں لکھتے ہیں:

”مزید یہ کہ عباسی تحریک نامی کسی چیز کا سب سے کوئی وجود ہی نہیں۔ سرپرستی کا کیا سوال؟“

جو قابل اعتراض چیزیں ان کے یہاں پائی جاتی ہیں وہ ان کے ذاتی خیالات تھے۔ جن کا تقدیر قلیل بمنزلہ معدوم ہوا، اور ان کے انتقال کے بعد تو وہ کال معدوم بھی معدوم ہو گیا۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کے یہاں اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض افکار پائے جاتے ہیں۔ مگر وہ خود رو ہیں، عباسی صاحب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔“

مولانا کی عبارت نقل کر کے مصنف دریافت کرتے ہیں کہ مولانا کی اس پردہ داری کو جھوٹ اور تقیہ کا نام

یزید وغیرہ“

مصنف اس عبارت کو نقل کر کے اس پر حسب ذیل تبصرہ کرتے ہیں:

جب کراچی سے شائع شدہ کتابوں میں محمود احمد عباسی صاحب کے تلامذہ میں مولانا محمد اسحاق سندیلوی مؤلف اظہار حقیقت کا نام بھی پایا جاتا ہے تو پھر ہم اگر یہ سمجھیں کہ مولانا بھی اس گروہ کے ایک فرد ہیں تو مولانا کو زیادہ چیں بچیں نہیں ہونا چاہیے۔ (۶۵)

ثالثاً: محمود احمد عباسی صاحب کی خارجی پارٹی کے ایک رکن مولوی عظیم الدین صاحب مؤلف ”حیات ستیدنا یزید“ ہیں۔ موصوف کا ایک کتابچہ ”حادثہ زکریا“ کے نام سے ہے، جو لغویات کا پستار ہے۔ اور جس کے صفحہ ۱۵ پر یہ داد تحقیق دی گئی ہے کہ عمرو بن سعد اور شمر ذی الجوشن وغیرہ تو حضرت حسینؑ کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اور آپ کو قتل کرنے والے وہ کوئی نہیں جو سرکاری لشکر میں تھے۔ بلکہ آپ کو ان ساٹھ کو فیوں نے شہید کیا ہے جو آپ کے قافلہ میں شریک تھے۔ اس کتابچے میں مولوی عظیم الدین صاحب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بجائے رضی کے ہر جگہ رحم کی علامت لکھی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت حسینؑ کو صحابی نہیں تسلیم کرتے۔

اور اس کتابچے کے صفحہ ۶ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت علیؑ کے عہد میں حالات نے اسلامی غزوات و فتوحات کے بجائے خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کا رخ اختیار کر لیا۔ چنانچہ جمل، صفین اور نہروان نامی تین خطرناک اور اہل اسلام کے لئے تباہ کن جنگیں ہوئیں۔ جن میں ایک لاکھ کے قریب مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ بالآخر حضرت علیؑ اپنے ہی گروہ کے عبدالرحمن بن ملجم نامی برادر کشی سے تنگ آئے ہوئے ایک شخص کے قاتلانہ حملے سے شہید ہو گئے۔“

مولانا محمد اسحاق صاحب اس کتابچہ ”حادثہ زکریا“ کے مذکورہ بالا مضامین کی تحسین و تقریظ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

”مولانا ابو الحسنین محمد عظیم الدین صاحب کا رسالہ ”حادثہ زکریا“ میں نے دیکھا۔ مثلاً اللہ بہت مفید اور نافع ہے۔ اہل سنت کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ تاکہ سبائی

درد و غباپوں نے جو ظلم تیار کیا ہے وہ شکست ہو۔

مولوی عظیم الدین صاحب عباسی صاحب کی تحریک کے رکن رکن ہیں۔ اور مولانا محمد اسحاق صاحب ان کی کتاب کی تصدیق و تقریظ فرماتے ہیں۔ اس سے مصنف یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دونوں کے نظریات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے، اور نیریدیت کے مسئلہ پر نظریاتی طور پر تو مولوی عظیم الدین کو مولانا سندیلوی کا شاگرد کہا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ جُدا امر ہے کہ شاگرد اساذ سے بڑھ جاتا۔ (۱۳۳۸ء)

رابعاً: محمود احمد عباسی صاحب اور ان کے شاگردوں نے ملک میں خارجیت و ناصبیت کا طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اور خود کراچی سے شائع ہونے والے کتابچوں پر یہ الفاظ نمایاں طور پر لکھے جا رہے ہیں:

”ناصبی بھائیوں اور ٹھیکٹ مسلمانوں کے مطالعہ کے لئے۔“

لیکن مولانا محمد اسحاق صاحب اس ناصبی و خارجی ٹوٹے کے وجود ہی سے انکار فرما رہے ہیں چنانچہ اظہار حقیقت جلد اول ص ۲ پر لکھتے ہیں :

”اگر اس سے نواصب و خواجه مراد ہیں تو جہاں تک مجھے علم ہے ان کا کوئی وجود پاکستان و ہندوستان میں نہیں ہے۔۔۔ ذرا آج تک ان ملکوں میں ایسی کتاب کا نام سنا گیا ہے جس میں ناصبیت و خراجیت کی ترجمانی کی گئی ہو“

اور مولانا موصوف اپنے ایک مکتوب بہام حافظ عبدالرحید صاحب خفنی (چکوال) محرمہ یکم ۱۳۹۵ھ

— ۱۲ جولائی ۱۹۷۵ء میں لکھتے ہیں:

"مزید یہ کہ عباسی تحریک، مبنی کسی حیرت انگیز سوچ سے کوئی وجود ہی نہیں۔ سرپرستی کا کیا سوال؟"

جو قابل اعتراض چیزیں ان کے یہاں پائی جاتی ہیں وہ ان کے ذاتی خیالات تھے۔ جن کا
تقدیر قلیل بمنزلہ معدوم ہوا، اور ان کے انتقال کے بعد تودہ کا معدوم بھی معدوم ہو گیا۔
بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کے یہاں اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض افکار پائے جاتے
ہیں۔ مگر وہ خود رو ہیں، عباسی صاحب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔“

مولانا کی عبارت نقل کر کے مصنف دریافت کرتے ہیں کہ مولانا کی اس پردہ داری کو جھوٹ اور تقیہ کا نام

دیباچے یا غفلت و ناواقفیت کا ؟ اور یہ کہ جو شخص کراچی میں رہتے ہوئے کراچی کے نامی لڑکچہ اس کے مصنفین سے بھی ناواقف ہو وہ حضرت علیؑ و معاویہؓ اور حسینؓ و زیدؓ کے واقعات سے کچھ ناواقف ہو سکتا ہے ؟ اور یہ کہ جن کو مولاناؒ خود مصنفین "قرار ہے میں کیا محمود احمد عباسی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ؟ اور یہ کہ کیا یہ لوگ بھی مولاناؒ کے نزدیک نامی اور خارجی نہیں ؟ اگر یہ نامی و خارجی ہیں تو مولاناؒ کے فرماتے ہیں کہ "پاک دہند میں ناصیت و خارجیت کا کوئی وجود نہیں" اور اگر یہ لوگ مولاناؒ کے نزدیک نامی و خارجی نہیں تو فرمائیے کہ ان کا شمار کس فرقہ میں کیا جائے ؟ (صفحہ ۶۵ و ۶۶)

اس ضمن میں مصنف نے محمود احمد عباسی اور ان کی تحریک کے علمبرداروں (عزیز احمد صدیقی، نذیر احمد شاکر، ابوبکر یحییٰ بٹ، حکیم فیض عالم صدیقی، مولوی عظیم الدین اور ڈاکٹر احمد حسین کمال) کے چند ہفوات نقل کئے ہیں۔ آخر میں مولانا مسند یحییٰ غور فرمائیں کے زیر عنوان لکھتے ہیں :

"گزشتہ صفحات میں محمود احمد عباسی اور ان کی تحریک کے چند مصنفین کی تحریرات بطور نمونہ پیش کر دی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کے منکر ہیں اور ان کی عظیم دینی شخصیت کو بڑی بے باکی سے غرور کرتے ہیں اس سلسلہ میں وہ قصداً علیٰ خیانت اور کذب بیانی کہتے ہیں۔ ان کے ہتھکڑے وہی ہیں جو مدافض کہہ ہیں۔ عباسی تحریک کے لڑکچہ کے مطالبہ سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ تحریک بھی سبائی تحریک ہی کی دوسری شاخ ہے۔ رافضیت اور خارجیت ایک ہی سبائی تحریک کے دو راستے ہیں۔

بعض لوگ شیعیت کی شراستگی کے رد عمل میں اس تحریک کے لڑکچہ سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عباسی تحریک شیعوں کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ تحریک خراب اہل سنت و اجماعت کے خلاف ہے۔ بلکہ اسلام کے عقیدہ (خلافت) راشدہ کے خلاف ہے۔ اس تحریک کی بنیاد انکار حدیث ہے۔ اپنے مشن کے تحت ہی یہ لوگ حدیث کو قبول یا مسترد کرتے ہیں۔ قرآن کی بھی من مانی تفسیر و تشریح کرتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ مولانا محمد اسحاق صاحب مسند یحییٰ، مودودی صاحب

کے انکار و نظریات کی تردید کرتے ہوئے یہ فرمادے ہیں کہ اگر اس سے مراد نواب خوارج ہیں تو جہاں تک مجھے علم ہے ان کا کوئی وجود پاکستان و ہندوستان میں نہیں ہے۔
(امہار حقیقت جلد اول ص ۱۳۳ تا ۱۳۴ و ما بعد)

- خاصاً : مولانا بعض افکار و نظریات میں عباسی صاحب کے ہمنوا ہیں، مثلاً :
- (۱) دونوں حضرت علیؑ کی خلافت کے لئے استصواب عام کو ضروری قرار دیتے ہیں۔
 - (۲) دونوں حضرت علیؑ کی خلافت کو عبوری خلافت قرار دیتے ہیں۔
 - (۳) دونوں، حضرت علیؑ و حضرت معاویہؓ کے اختلافات میں حضرت علیؑ کی سیاسی غلطی کے قائل ہیں مگر حضرت معاویہؓ کی طرف سیاسی غلطی کی نسبت نہیں کرتے۔
 - (۴) دونوں یزید کے حامی ہیں اور اسے صالح اور خلیفہ عادل قرار دیتے ہیں۔
 - (۵) دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے موقف کو غلط کہتے اور اس پر تنقید کرتے ہیں۔
 - (۶) دونوں، امہات المؤمنین کے حق میں افراط کرتے ہوئے انکے لئے صلوٰۃ و سلام کے الفاظ لکھتے ہیں۔ لیکن حضرت علیؑ و حضرت حسنینؑ کے لئے صلوٰۃ و سلام یا علیہ السلام نہیں لکھتے۔
(خدیجہ نقشبۃ ص ۱۵۲ تا ۱۵۵)

سادساً، مولانا کے ایک مصاحب جناب طاہر مکی ہیں۔ موصوف کا ایک رسالہ ”حقیقی البیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ کے نام سے شائع ہوا، جس میں تحقیقی فرمائی گئی کہ ”دود شریف میں آل محمد سے مراد ازواج مطہرات ہیں، کیونکہ فرشتوں نے جو درد بھیجا تھا وہ حضرت ابراہیمؑ کی صاحبزادی یا نواسوں پر نہیں بھیجا تھا، اسی طرح ان کی تقلید میں اور انہی کے الفاظ میں ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ادھاپ کی ازواج مطہرات پر درد بھیجتے ہیں۔“
(خدیجہ نقشبۃ ص ۱۶۴)

شیعوں نے اہل بیت کا مصداق صرف حضرت علیؑ الرضی، حضرت حسن، حضرت حسینؑ و حضرت فاطمہؑ الزہراء رضی اللہ عنہم کو قرار دیا ہے۔ اور ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) کو اہل بیت سے خارج کر دیا۔ العیاذ باللہ۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ شیعوں کے غلو کے مقابل میں غلو سے کام لیکر

طاہر مکی صاحب نے ماننے کے درود کے الفاظ میں "آل محمد" سے مراد ازواج مطہرات لے کر باقی سب کا
حق کر صحابہ کرام کو خارج کر دیا۔

اور اس کتابچے پر مولانا محمد اسحاق صاحب ان الفاظ میں تقریظ فرماتے ہیں :
"جناب مولانا طاہر مکی کتاب "حقیقی اہل بیت رسول" دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔
سبائی دشمنان صحابہ کے پروپیگنڈے کے اثر سے لفظ اہل البیت کے مفہوم و مطلق
سمجھنے میں جو غلطی اور گمراہی پیدا ہو گئی ہے، اس کے ازالہ اور صحیح راستہ یعنی مسلک
اہل سنت کو واضح کرنے کے لئے اس زمانہ میں رسالہ بے نظیر ہے۔ مولانا موصوف
نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلک اہل سنت کو خوب واضح کیلئے، بلاشبہ یہ
دین کی بہت قیمتی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ جناب مصنف کو اس کی جنائے خیر
عطا فرمائیں اور اس کتاب کو قبول و مقبول فرما کر ہدایت کا ذریعہ بنائیں آمین۔ (ص ۱۷۱)
مصنف دریافت کرتے ہیں کہ:

"طاہر صاحب اور مولانا سندیلوی (جو طاہر صاحب کے مؤید ہیں) "آل محمد" اہل البیت
کا معنی ایک قرار دے کر نماز کے درود میں "آل محمد" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج مطہرات لے رہے ہیں یہ جہالت ہے یا تلبیس؟ کیا قرآن مجید میں کہیں
آل محمدی ازواج مستعمل ہے؟"
(ص ۱۶۶)

اسی کتابچہ میں جناب طاہر مکی صاحب آل کے حقیقی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
"مکی شخص کی حقیقی آل اس کی بیوی ہوتی ہے۔ ہاں مجازی طور پر ہم قبیلہ ہم قوم بلکہ تمام ملنے
والوں کو بھی آل کہہ دیا جاتا ہے۔"
(حاشیہ ص ۲۷)

اور مولانا محمد اسحاق صاحب اس کی تصدیق و تقریظ فرماتے ہیں۔ جب کی طبری کی ایک روایت (ج
میں حضرت علی کا یہ قول مذکور ہے کہ ہم آل رسول ہیں) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اول تو آل کے معنی اولاد کے نہیں ہیں۔ بلکہ کسی شخص کی آل میں ہر وہ فرد داخل ہوتا

ہے جو اس کا معاون ہو اور اس سے کوئی خاص ربط رکھتا ہو۔ یا اس کے تابع ہو۔

اس میں اولاد اور غیر اولاد سب داخل ہیں۔ اس معنی میں جو لفظ آل کے حقیقی معنی ہیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی آل رسول ہیں، پھر اس پر غصہ کے کیا معنی؟ آل کے معنی اولاد کے ہوں تو حضرت علیؓ اس میں کیسے داخل ہو گئے؟ اس سے ظاہر ہے کہ یہ کلام حضرت علیؓ کا نہیں۔
(الہبار حقیقت جلد دوم حاشیہ ص ۱۲)

مصنف لکھتے ہیں: یہاں تو حضرت علیؓ کو آل رسول سے نکالنے کے لئے مولانا سندیلوی نے آل کے حقیقی معنی بیان کر دیئے (اور یہی آل کے حقیقی معنی ہیں) لیکن جب نماز کے درود شریف سے حضرت علیؓ و حضرات کو خارج کرنا مقصود تھا تو ظاہر مکی صاحب نے آل کے حقیقی معنی بیوی کے کر دیئے اور مولانا نے اس کی تصدیق فرمادی۔

”گویا کہ مولانا موصوف کے نزدیک جب موقع آل کا حقیقی معنی بدل جاتا ہے یہ تحقیق و تدقیق ہے یا تعصب و تحریب؟ سندیلوی صاحب کی یہ تضاد بیانی کس مقصد کے لئے ہے؟ یہ نتیجہ ہے علمائے حق اور سلف صالحین کی تحقیقات پر عدم اعتماد کا“ (ص ۱۶۸)

”دفاع صحابہ“ میں مصنف نے مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی پر ایک الزام یہ عائد کیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو ائمہ و جہت کی خلافت کو عارضی و عبوری قرار دیتے ہیں نہ کہ مستقل اور آیت نمکین و آیت استخلاف کا مصداق۔ ”جواب ثانی“ میں مولانا نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

”الہبار حقیقت کی جو عبارت قاضی صاحب نے نقل کی ہے بار بار پڑھنے پر بھی کسی عارضی

و عبوری کے الفاظ نہ ملیں گے حضرت علیؓ کی خلافت کے غیر مستقل ہونے کا بھی کوئی

تذکرہ اس میں نہیں مل سکتا، اسی طرح اس مضمون کا نام و نشان بھی نہ ملے گا کہ حضرت

علیؓ کی خلافت آیت استخلاف و آیت نمکین کی مصداق نہ تھی۔ یہ مضامین قاضی نے اپنی

طرف سے وضع فرما کر میری طرف منسوب فرمادیئے۔ موصوف کی اس جاست چیرت

ہے کہ ان غلط الزاموں کے ثبوت میں ایسی عبارت پیش کی جس میں ان میں سے کسی کا

سرسے سے وجود ہی نہیں۔ (جواب ثانی ص ۹ خارجی فتنہ ص ۲۸)

اس کے جواب میں مصنف، مولانا موصوف کی اٹھ عبارتیں (جن میں حضرت علیؑ کی خلافت کو جائز بھیج مگر ہنگامی، ماضی، عہدہ کی اور غیر مستقل کہا گیا ہے) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”اب مولانا سبزیلی ہی بتائیں کہ میں نے آپ کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

کے عہدہ کی، ماضی اور غیر مستقل ہونے کا قول غلط طور پر منسوب کیا تھا یا آپ نے اپنی کتاب

میں خود یہ الفاظ لکھے ہیں؟ اگر مندرجہ عبارتیں آپ ہی کی ہیں تو پھر آپ نے ان کا انکار کر

کے اعتراف ہی کیا ہے یا کذب بیانی اور تفسیر کا ارتکاب کیا ہے؟ ندوۃ العلماء کے سابق

شیخ الحدیث اور اپنی جماعت کے ”امام اہلسنت“ کی کیا ہی شان صدق و تحقیق

ہونی چاہئے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔ (ص ۲۱)

مصنف کو مولانا محمد اسحاق صاحب سے ایک شکایت یہ ہے کہ مشاجرات کی بحث میں وہ صحیح توازن برقرار نہیں رکھ سکے جو اہل سنت کا طفرہ امتیاز ہے۔ اس ضمن میں مصنف نے امام احمد بن حنبل، امام عبد القادر بغدادی، حافظ ابن عرم اندلسی، امام غزالی، امام قرطبی، قاضی ابوبکر بن العربی، شاہ عبدالقادر جیلانی، امام نووی، امام برہن الدین فرغانی (صاحب ہدایہ)، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی، شیخ ابن حمام، حافظ ابن کثیر، شیخ ابن حجر مکی، شیخ علی القاری، امام ربانی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہید، علامہ فرطی (صاحب نبراس) وغیرہم شہم کے حوالوں سے اہل سنت کا مسلک واضح کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان حق و باطل کا اختلاف نہیں تھا بلکہ صواب و خطا کا اختلاف تھا اور یہ کہ اکابر کے کلام میں کہیں حق و باطل کا لفظ استعمال ہوا ہو تو اس کو اسی پر محمول کرنا چاہیے۔

۲۔ ان مشاجرات میں ہر فریق نیک نیت اور رضاء الہی کا طالب تھا جو نہ کہ یتنام اکابر مجتہد تھے، اس لئے ہر ایک نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا۔ اس لئے ان میں سے کسی پر بھی لعن و لعنت

دعا نہیں۔ بلکہ جن حضرات سے اجتہادی خطا سرزد ہوئی وہ بھی عند الشرح و ثواب کے مستحق ہیں۔
۳۔ ان خطبات میں حق حضرت علیؓ کو تم اللہ و جہ کی جانب تھا۔ اور ان کے مخالفین خطا پر تھے، امدان کی یہ خطا بھی موجب اجر ہے۔

۴۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ان مناقبات و معارفات کو بلا ضرورت بیان کرنا بھی روا نہیں۔ ”ولانکد کرمہم الا بخیر“ لیکن ضرورت کے موقع پر خطائے اجتہادی کو بیان کرنا بے ادبی و گستاخی نہیں۔ بشرطیکہ اعجاز بیان گستاخانہ و بے باکانہ نہ ہو۔ یہاں مصنف کی نقل کردہ عبارتوں میں سے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے دو اقتباس نقل کر دینا مناسب ہے۔ مکتوبات کے دفتر دوم مکتوب ۳۲ میں مدافض و خواص کے افراط و تفریط اور اہل سنت کے اعتدال کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لیکن جمہور اہل سنت اس دلیل کی بنا پر لیکن جمہور اہل سنت بدلیے کہ
جو ان پر ظاہر ہوتی ہے، اس پر ہیں کہ	برائیاں ظاہر شدہ باشند برائند کہ
حضرت امیر (علی مرتضیٰ) حق پر تھے۔ اور	حقیقت حق بجانب امیر بودہ و مخالف
آپ کے مخالف غلط راہ پر چلے۔ لیکن	اور اہ خطا پیورہ، لیکن این خطا کے
یہ چونکہ اجتہادی خطا ہے۔ اس لئے	اجتہادی است از ملامت و طعن دور
لامت اور طعن سے دور ہے۔ اور تشیع	است و از طعن و تشنیع پاک
و تحقیر سے پاک و مبرا ہے۔	و مبرا۔ (عاجی فتنہ ص ۲۰)

اور دفتر اول کے مکتوب ۲۶۹ میں اہل سنت کے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

.... ناچار تمام صحابہؓ کو ہم دوست ناچار ہمہ را دوست میدانیم
رکھتے ہیں بوجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم	بدوستی پیغمبر علیہم الصلوٰت
کی دوستی کے، اور ان کے بغض و ایذا	و التسلیمات۔ و از بغض و ایذا کے
بھاگتے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام کا بغض	ایشاں گریزاں۔ کہ آں بغض و ایذا
و ایذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک	منجر بآن سرور شود۔ لیکن

حق را حق گوئیم و مخطی را مخطی حضرت
امیر برحق بودند و مخالفان
ایشان برخطا۔ زیادہ برائے
فضولیت۔
(خارجی فتنہ صفحہ ۳)

پہنچتا ہے، لیکن حق والے کو حق پر
کہتے ہیں۔ اور خطا والے کو خطا پر (ان
جھگڑوں میں) حضرت امیر (علی) حق پر
تھے اور آپ کے مخالفین خطا پر۔ اس
سے زیادہ کہنا فضول ہے۔

اس کے برعکس مولانا محمد اسحاق صاحب ان عبارات و منازعات میں حضرت علی کو م اللہ جہد
کی خطائے اجتہادی کے قائل ہیں مگر ان کے مخالفین کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کو بھی برداشت
نہیں کرتے۔

مصنف لکھتے ہیں:

”مسند بیوی صاحب مشاجرات صحابہ کے بارے میں دعویٰ تو غیر جانب داری کا کرتے
ہیں۔ لیکن جب وہ میدان بحث میں آتے ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ پر بے باکانہ تنقید کر کے
آپ کی خلافت موعودہ کو مجروح کرنا اپنا حق تحقیق سمجھتے ہیں جس میں حضرت معاویہ کی طرف لڑائی
کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ”واقعات پر نظر کرنے سے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں حضرت معاویہ اقرب
الی الحق تھے۔“
(صفحہ ۲۲۵)

(۲) ”حالات کی خصوصیت نے ان کی رائے کو اور بھی وزنی اور ان کی دلیل کو مزید قوی بنادیا تھا (صفحہ ۲۲۵)
(۳) ”یہ موقف تھا حضرت معاویہ کا، وہ نہ تو حضرت علی کی اطاعت سے کلیتاً منحرف تھے
نہ ان کی خلافت کے منکر، وہ صرف اپنی معزولی کے مسئلہ میں ان کی اطاعت واجب نہیں
سمجھتے تھے۔ اور ان کی یہ رائے آئین اسلام کی ایک مدلل اور مبرہن تشریح پر
مبنی تھی۔“
(صفحہ ۱۷۸)

(۴) حضرت علی کی رائے صحیح ضرور تھی مگر حضرت معاویہ کی رائے اصح یعنی نسبتاً زیادہ
صحیح تھی۔“
(صفحہ ۲۰۲) (خارجی فتنہ صفحہ ۲۹۹)

مصنف نے اس سلسلہ میں مولانا کی سولہ عبارتیں جن میں حضرت معاد یہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کی تحقیق یا مرجوحیت کا پہلو نکلتا ہے، نقل کر کے حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

"مودودی صاحب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جس انداز سے تنقید کی ہے اسی انداز میں سندیلوی صاحب حضرت علیؑ پر اپنی مورخانہ تنقید کا شتر چلاتے ہیں۔ سندیلوی صاحب کے ان تنقیدی شبہ پاروں کے مطالعہ کے بعد کوئی صاحب فہم و انصاف شخص یہ رائے نہیں دے سکتا کہ یہ وہی حضرت علیؑ ہیں جن کو وہ قرآنی پیشگوئی کا خلیفہ راشد تسلیم کرتے ہیں..." (جلد ۱)

مصنف کو مولانا سے ایک شکایت یہ ہے کہ جہاں مولانا کے نظریات کا براہل سنت کے ارشادات سے ٹکراتے ہیں وہاں بجائے اس کے کہ مولانا اپنے نظریات کی اصلاح فرمائیں ان کا براہر پر جمع و تنقید کر دیتے ہیں۔ مثلاً مودودی صاحب نے امام احمد بن حنبلؒ کا قول نقل کیا تھا کہ اس وقت حضرت علیؑ سے بڑھ کر کوئی خلافت کے لئے احق نہ تھا۔ اس پر مودودی صاحب کو غماظ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جناب دالا! امام ممدوح تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ ان کا قول اس دوسکھارا کا ترجمان کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس کا اثر اس قدر کی امت پر کیسے پڑ سکتا ہے؟"

(اظہار حقیقت حاشیہ ص ۲۲، خارجی فہمہ ص ۵۶)

مصنف صفحہ ۵۵ پر مودودی و سندیلوی مماثلت کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"گو مولانا سندیلوی، مودودی صاحب کے سخت خلاف ہیں (اور ہونا چاہیے) لیکن علی و تحقیقی پندار اور بعض پہلوؤں سے اکابر سلف کی تحقیق سے اعتماد اٹھانے میں دونوں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مثلاً مودودی صاحب نے لکھا ہے:

"میری رائے صرف اس لئے کیوں لازم مرجوح ہے کہ میں خلف ہوں اور سلف کے ہر زندگ کی رائے صرف اس وجہ سے کیوں راجع ہے کہ وہ سلف ہیں؟"

(رسائل و مسائل ص ۵۶ جلد دوم، اردو ۱۹۵۷ء)

اور مولانا محمد اسماعیل صاحب حافظ ابن عبد البرؒ پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہ عزرات جو قدامت ہی کو عظمت کی دلیل سمجھتے ہیں میری اس تحریر پر مزور چین نہیں
(ظہار حقیقت جلد اول ص ۱۱۱)

(ب) اپنی تحقیق کو صحیح قرار دیتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں:
”میں روایات سے ترجیح اخذ کرنے کا جس طرح حافظ ابن کثیر و اشاہم کو حق ہے اسی طرح
میں بھی حق ہے۔ اس بارے میں انہیں ہم پر کوئی امتیاز ترجیح حاصل نہیں۔ اس لئے ان کی
روایت کو بطور حجت نہیں پیش کیا جائے گا“ (ظہار حقیقت جلد دوم ص ۱۲۱)

(ج) سناخرین فقہاء مشکائین کی تحقیق کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:
”مجھے سناخرین کی اس غلط روش کو چھوڑ کر تحقیق کا صحیح راستہ اختیار کیا ہے“
(ظہار حقیقت جلد دوم ص ۱۱۱)

(د) مسئلہ اذوق ہے اور جو نادرۃ نظر میں پیش کر رہا ہے (ہوں) وہ جدید ہے اس لئے
قدسے تفصیل کی احتیاج ہے۔ جو درج ذیل ہے“ (ایضاً ص ۱۱۱)

اس ضمن میں مصنف نے مودودی صاحب کے بارے میں مولانا محمد اسحاق صاحب کا یہ دل چسپ
فقہ نقل کیا ہے:

”جب تک اسلاف پر اس طرح طنز و تخریب کر کے ان میں کوئی نقص نہ نکالا جائے اس وقت تک
”شان تجدید“ کیسے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اور جماعت کے افراد میں یہ خیال کیسے پھیل سکتا ہے کہ
چودہ سو سال کی مدت میں اسلام کو پورے طریقے سے صرف مودودی صاحب نے ہی
سمجھا ہے“ (ظہار حقیقت جلد اول ص ۱۲۵)

پھر مصنف لکھتے ہیں:

”لیکن مودودی صاحب کی جس خود ساختہ تجدید کی یہاں نشانہ ہی فرما رہے ہیں خود مولانا
سندیلوی بھی اس میں مبتلا ہیں۔ وہ بھی اپنے اذکار و نظریات کو صحیح موانعہ کے لئے
میدان صاف کر رہے ہیں۔ اور ان بڑی بڑی علمی شخصیتوں کی تحقیق سے اعتماد اٹھانا چاہتے
ہیں۔ جو ان کی ریسرچ اور تحقیق میں حائل ہیں (اس کے بعد مولانا کی متعدد عبارتیں نقل کی ہیں

گذر کر خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ ایک پہنچ گئے۔ اور اہل سنت والجماعت کے اس متفق علیہ مسلک کے باوجود کہ (از روئے حدیث حضرت علی المرتضیٰ جنگ صفین میں بہ نسبت حضرت معاویہؓ کے اقرب الی الحق تھے) انہوں نے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ بہ نسبت حضرت علی المرتضیٰ کے اقرب الی الحق تھے۔ (ص ۱۹)

بعض اکابر اہل سنت کی عبارتوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں باغی اور جائز وغیرہ الفاظ آئے ہیں، جن کی بنا پر مولانا نے ان اکابر کو گستاخی و بے ادبی کے ساتھ مطعون کیا ہے، مصنف نے ان اکابر کی مراد بھی واضح کر دی ہے۔ لکھتے ہیں:

”مودودی صاحب جنگ صفین میں حضرت معاویہ کو حقیقتاً باطل پر سمجھتے ہیں اور سندیلوی صاحب اور عباسی صاحب حضرت معاویہ کی اجتہادی خطا کے بھی قائل نہیں۔ لیکن اہل حق اس افراط و تفریط کے خلاف اعتدال پر قائم ہیں۔ اور اکابر اہل سنت میں سے جن بزرگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں باطل یا جور وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں تو ان کی مراد اس سے صورتاً ہے نہ حقیقتاً، ان کے نزدیک بھی حضرت معاویہؓ مجتہد صحابی ہیں۔ البتہ اس جنگ و قتال میں ان سے اجتہادی غلطی کا قصور ہو گیا ہے، اور اجتہادی خطا کی نسبت کرنے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص و تحقیر لازم نہیں آتی۔“ (ص ۲۱)

مصنف نے مولانا محمد اسحاق صاحب کی متعدد تضاد بیانیوں کی بھی تشاندہی کی ہے، ایک طرف وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی خلافت، قرآن کریم کی آیت استخلاف و آیت تکمیل کے تحت قرآن کریم کی موعودہ خلافت ہے، دوسری طرف وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ اقرب الی الحق تھے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

”حضرت علیؓ کو بعد خلفائے ثلاثہ افضل امت سمجھنا بعد کی بات ہے۔“ اگر یہ بھی ثابت

ہو جائے تو افضل سمجھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ "حق بالخلاف" بھی سمجھا جائے۔
 اگر دوبارہ انتخاب ہو جاتا اور آزادانہ رائے دی جا سب کو موقع ملتا تو باہمی اختلاف بھی
 ختم ہو جاتا۔ ان کی خلافت زیادہ مستحکم ہو جاتی اور مسلمانوں کی اتنی خونریزی نہ ہوتی۔ پھر
 حضرت علیؑ نے حضرت معاویہ کی تجویز منظور کیوں نہ فرمائی؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر دوبارہ
 انتخاب ہوتا اور آزادانہ ہوتا تو حضرت علیؑ کی کامیابی اور ناکامی کے امکانات
 برابر تھے۔ (الہام حقیقت ص ۲۲)

مصنف ان عبارتوں کو نقل کر کے لکھتے ہیں؟
 "یہ حضرت علیؑ کے متعلق سند یومی صاحب کا بفرہ ہے جو حضرت علیؑ کی خلافت کو
 حسب آیت اختلاف و آیت تکمیل اللہ کے وعدے کے مطابق دی ہوئی خلافت
 راشدہ بھی مانتے ہیں۔" (منہ)

نیز حضرت علیؑ کو حکمین کے فیصلے کے مطابق معزول ہو جانے کا مشورہ دیتے
 ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

"مغور فرمائیے کہ بالقرض حکمین نے کتاب و سنت پر نظر کئے بغیر اپنی رائے سے یہ فیصلہ
 کر دیا تھا کہ حضرت علیؑ خلافت سے معزول ہو جائیں تو بھی اس فیصلے کی پابندی کرنا
 حسب معاہدہ حضرت علیؑ پر واجب تھا۔ کیونکہ اس فیصلے کے جواز میں تو کلام گنجائش
 ہی نہیں۔ ہم یہ بھی مان لیں کہ یہ کسی آیت یا سنت سے ثابت نہیں۔ مگر آیت یا حدیث
 کے خلاف بھی تو نہیں۔ حضرت علیؑ کی خلافت منصوص تو نہ تھی کہ انہیں معزول کرنا جائز
 نہ رہا ہو۔" (الہام حقیقت ص ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱

”اگر آیت استخلاف و آیت تمکین نص میں تو چاروں خلفائے کے لئے ہیں۔ اور اگر حضرت علی کے لئے یہ نص نہیں تو باقی تین خلفائے راشدین کے لئے بھی نہیں ہیں۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ خود تو آیت استخلاف کو حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے لئے نص قرار دیتے ہیں لیکن جب میں نے حضرت علی المرتضیٰ کے لئے آیت تمکین کا نص ہونا لکھا تو اس کی تردید کر دی۔ کیا سند یحییٰ صاحب کے اس طرز عمل سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان کے دل میں حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں کچھ ہے؟ وہ یہ نہیں برداشت کر سکتے کہ اہلسنت و الجماعت اس بات سے واقف ہو جائیں کہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت قرآن کے منصوص خلافت موعودہ ہے۔ اہل آپ کا انتخاب بھی مثل حضرت صدیق اکبر کے انتخاب کے مرضی الہی تھا۔ اور آپ کے منتخب خلیفہ ہوئے اور منصوص خلیفہ ہونے میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اور جو خارجی گروہ حضرت علی کے انتخاب خلافت کو اب بھی چیلنج کر رہے ہیں وہ گویا نص قرآنی کو چیلنج کر رہے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مولانا سند یحییٰ نے جو اپنی زیر بحث کتاب ائمہ ہدایت جلد دوم میں حضرت علی المرتضیٰ کے انتخاب کو عارضی، عبوری اور غیر مستقل ثابت کرنے میں بیسیوں اوراق سیاہ کئے ہیں یہ سب نص قرآنی کے تعاضد کے خلاف ہیں۔

میرا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ مولانا سند یحییٰ حضرت علی کی خلافت کو آیت تمکین کا مصداق نہیں قرار دیتے، کیونکہ اگر وہ اس کا مصداق قرار دیتے تو آیت تمکین کے نص سمجھنے کی تردید نہ کرتے۔ اب یہ تو ائمہ ہدایت کی تردید کریں، یا اس غیر مطہرہ مضمون کی دقت الہادی۔

(صفحہ ۲۲۹)

مولانا کے تضاد کی ایک اور مثال معصومہ یہ دی ہے کہ مودودی صاحب کے ایک نظریہ کی تردید کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:

”آیت قرشودنی یعنی مشورے کی تعلیم دے رہی ہے نہ کہ انتخاب (ایکشن) یا استعوب رائے عامہ کی۔ آیت کا انتخاب (ایکشن) پر استدلال عجیب و غریب ہے جو بالکل

(اظہار حقیقت ص ۱۳۵)

نا قابل فہم ہے۔

لیکن حضرت علیؑ کے مقابلے میں حضرت معاویہؓ کے موقف کی تائید میں مولانا فرماتے ہیں :
 حضرت معاویہؓ کی رائے یہ تھی کہ بدلے ہوئے حالات میں حق انتخاب کا معیار بھی بدل گیا۔
 اب نصیب خلیفہ کے حق کو دیدی اصحاب یا مہاجرین و انصار تک محدود نہیں رکھا جاسکتا۔
 ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر سجدہ شہداء کی یہ آیت تھی تو اہرم
 شوریٰ بینہم۔ ان کے (صحابہ کے) کام یا بھی مشورے سے انجا پاتے ہیں)
 یہ آیت عام اور سب صحابہ کو شامل ہے۔ اس لئے امر خلافت، جو بہت اہم ہے۔
 سب کے مشورے سے انجام پانا چاہیے۔ اور مہاجرین و انصار کے علاوہ دوسرے
 صحابہ کرام کو بھی شریک مشورہ کرنا چاہئے۔ اس سے صحابہ کے لئے حق رائے وہی
 ثابت ہوتا ہے۔ (اظہار حقیقت جلد دوم ص ۱۴۵)

مولانا کی بعض عبارتیں نقل کرنے کے بعد مصنف لکھتے ہیں :

”مقدور فرمائیے : مردودی صاحب کے جواب میں تو محقق سندیلوی فرما رہے ہیں کہ
 آیت تو شوریٰ یعنی مشورے کی تعلیم دے رہی ہے نہ کہ انتخاب (الیکشن) یا استصواب
 رائے عامہ کی۔ آیت سے انتخاب پر استدلال عجیب و غریب استدلال ہے
 جو بالکل ناقابل فہم ہے۔“

لیکن جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موقف کی بات آگئی تو سندیلوی
 صاحب ہی آیت شوریٰ کو حضرت معاویہؓ کی وکالت میں استصواب رائے عامہ
 کے لئے بطور دلیل (نقل) فرما رہے ہیں۔ گو یہ کہ جو استدلال پہلے ناقابل فہم خطاب
 قابل فہم لافنی ہو گیا۔

جو چاہے آپ کی عقل کو شہرہ زد کرے۔ (ص ۱۴۳)

اس طرح کتب میں موقع بہ موقع مولانا کی تضاد بائینوں کی بیسیوں مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے جناب مصنف کے مباحث کا خلاصہ اور ان کی تنقیدات کا نمونہ
قارئین کے سامنے ہے۔ بنیادی طور پر دو مسئلے مصنف کا اصل ہدف ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد تھے۔ ان کی خلافت قرآن کریم کی
موجودہ خلافت ہے۔ اور اس کا انکار یا اس کی تنقیص خلافت راشدہ کا انکار یا اسکی تنقیص ہے۔
دوم یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں جو مشاجرات و عداوتیں رونما ہوئے ان
میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق بجانب تھے، جو حضرات ان کے خلاف صف آرا ہوئے وہ خطا
پر تھے۔ مگر یہ سب حضرات نیک نیت تھے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے اپنے اجتہاد کی مطابق
رضائے الہی کے لئے کیا۔ اس لئے وہ اپنی اس اجتہادی خطا پر بھی عند اللہ حاجہ و ثواب کے مستحق
ہیں، ان پر طعن و تشنیع روا نہیں۔

بلاشبہ ان دونوں مسئلوں میں جناب مصنف نے اہل حق کے مسلک کی ٹھیک ٹھیک
ترجہانی کی ہے۔ اہل حق پر جس طرح رد و انقضی کی تردید لازم ہے اسی طرح خوارج و نواصب کی
تردید بھی ان پر لازم ہے۔ اور جس طرح خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے دفاع
کو نا ضروری ہے۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے مدافعت کرنا بھی اہل حق کا
فریضہ ہے جناب مصنف کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے اہل حق کی طرف
سے یہ فرض کفایہ انجام دیا ہے۔

جو لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ناروا حملے کرتے ہیں۔ اور آپ کی توہین و تنقیص کے
درپے رہتے ہیں وہ درحقیقت ان خوارج کے جانشین ہیں جن کے بارے میں لسان نبوت سے
”یسرقون من الدین مروق السهم من الرمية“ کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور جن کے بارے
فرمایا گیا کہ ”لان ادركتمهم لا قتلتمهم قتل عاد“ یہ خارجیت دراصل رافضیت و سبائیت ہی
کی ایک شاخ ہے۔ جس کا مقصد اکابر امت کے خلاف زہر افکندن ہے۔ مگر ہمارے دور میں یہ ٹولہ تردید
سبائیت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آتا ہے اس لئے بہت سے نوجوان طلبہ بھی ان سے متاثر ہو جاتے
ہیں اور ان کی ہفوات کو صحیح سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں، اس لئے شدید ضرورت تھی کہ ان مسائل میں اہل

حق کے عقیدہ کی وضاحت کر دی جاتی۔ جناب مصنف بالکل صحیح فرماتے ہیں کہ :

”عباسیت دین دیت کے اثرات دیوبندی حلقوں میں سرایت کر رہے ہیں۔ بہت کم علماء گئے ہیں جن کا مقصد تحفظِ مسلک ہے۔ دینی مدارس میں بھی عقیدہ خلافتِ راشدہ زیر بحث نہیں آتا۔ اکابر محققین کی تحقیق پر اعتماد نہیں رہا۔ اور ہمارے مدارس کے بعض طلبہ اہل زیلع و اسحاق کے لٹریچر سے متاثر ہو جاتے ہیں۔“

(ص ۲۸)

جناب مصنف مد فیضہم کے مقصد سے اتفاق اور زیر بحث مسائل میں ان کے موقف کی مکمل تکمیل کے باوجود ہیں انکے اندازِ بیان سے اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اس فقہ کی اصلاح و تدارک کی صحیح صورت یہ تھی کہ خوارج و نواصب نے جو شبہات پھیلا رکھے ہیں اور جن کا وہ ہر تقریر و تحریر میں آموختہ دھرتے رہتے ہیں، کسی خاص فرد کو نشانہ بنائے بغیر ان کا جواب دیا جاتا۔ اور ان مسائل میں مثبت انداز میں اہل حق کا مسلک پیش کر دیا جاتا۔ اس صورت میں کتاب زیادہ ضخیم بھی نہ ہوتی اور مناظرانہ رد و کد اور غیر ضروری مباحث سے بھی کتاب پاک ہوتی۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی اپنے لئے ”زاد سقر“ تیار کرنا چاہتا تو ہماری بلا سے: **لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيِيَ مَنْ حَقَّ عَنْ بَيِّنَةٍ**۔

اور اگر جناب مصنف کی نظر میں مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی کی کچھ تحریریں یا ان کے افکار و نظریات مسلکِ اہل حق کے خلاف ہیں اور ان کی اصلاح ضروری ہے تو اس کی بہترین صورت یہ تھی کہ مولانا کو ذاتی طور پر ان کی طرف توجہ دلائی جاتی۔ اور ان سے التماس کی جاتی کہ وہ ان کی اصلاح فرمائیں مولانا محمد اسحاق صاحب حضرت تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ کے شیخ طریقت ہیں۔ اور حضرت تھانویؒ کا اسوہ حسنہ ان کے سامنے ہے کہ حضرت نے اپنی غلطیوں کی اصلاح کے لئے ”ترجیع الراجع“ کے عنوان سے ایک مستقل سلسلہ شروع کر رکھا تھا، اور اہل علم میں سے کوئی شخص حضرت کی کسی فرو گذاشت یا تسلیح پر مطلع کرتا تو اپنی غلطی سمجھ آ جانتے کے بعد حضرت اس سے رجوع کا اعلان فرمادیتے تھے حضرت تھانویؒ کے خلیفہ رشید حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ کے بابے ہیں میں نے حضرت اقدس بخوری قدس سرہ سے سنا ہے کہ حضرت سید صاحبؒ آخری زمانے میں فرماتے تھے (جن

کا مفہوم یہ تھا) کہ مسیح پر پلے زمانے کی تصانیف میں کچھ تسامحات اور غلطیاں رہ گئی ہیں۔ انھوں نے کہ میں نظر ثانی نہیں کر سکتا، کاش کہ آپ (حضرت بنوریؒ) جیسے دوچار محقق علمائے میری کتابیں پڑھ کر مسیحی غلطیوں کی نشاندہی کر دیتے تو میں ان سے رجوع کا اعلان کر دیتا۔ اور ان کی اصلاح کر لیتا۔
 حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کے تدین و تقویٰ کے پیش نظر ان سے یہی توقع تھی کہ اگر حق پرست اہل علم ان کو ان کے تسامحات اور غلطیاں کی طرف توجہ دلاتے تو وہ اپنے شیخ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اسوہ حسنہ کو پھر سے تازہ کرتے، اور اپنی ان عبارتوں کی مناسب اصلاح فرما دیتے۔

اہل علم کا دوسرے اہل علم پر رد کرنا یا ان کے نظریات پر تعقب کرنا کوئی نئی بات نہیں۔ امام مالکؒ کے بقول "كل من اراد ومن دود عليه الا صاحب هذا القبر صلى الله عليه وسلم" ہم حضرات صوفیاء کے سطحیات اور اہل علم کے تفرقات و سطحیات کو لائق اعتدال نہیں سمجھتے۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب زید مجدہم کے بعض تفرقات سے ہمیں بھی اختلاف ہے، اور ان کی جن عبادتوں کی حضرت قاضی صاحب نے نشاندہی کی ہے انہیں لائق اصلاح سمجھتے ہیں، لیکن ان کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور شرف و عظمت کے بارے میں ہمارے دل میں کبھی دوسوسہ بھی پیدا نہیں ہوا۔
 حضرت قاضی صاحبؒ کو انکی برابری کی سطح کے بزرگ ہیں، وہ ان پر تنقید کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ مگر راقم الحروف جیسے لوگ ان کی خاک پا کر بھی نہیں پہنچتے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ہم جن اکابر کے حوالے سے بات کہتے ہیں خود مولانا کو بھی اعتراف ہو گا کہ وہ اپنے علم و فضل کی بلند یوں کے باوصف ان اکابر کی گرد پلے کے برابر بھی نہیں۔ ان اکابر کے مسلک سے ہٹ کر خود روی و خود رائی اختیار کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور مدت القرا نے اکابر اور جمہور اہل سنت کے نقش قدم پر چلنا۔ اسی پر مرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کسی نئے نظریہ کی اختراع یا شذائے اقوال کی اتباع کبھی امت کے حق میں خیر و برکت کی موجب نہیں ہوئی۔ ان چیزوں سے ہر مومن کو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

حضرت قاضی صاحبؒ نے مولانا پر جو تنقیدات کی ہیں اگرچہ ان کا لب لہجہ بہت ہی تیز و تند ہے، لیکن

مولانا کی عظمت و بلندی اور ان کی بے نفسی و للہیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس ”داروئے تلخ“ کو نسخہ شفا“ سمجھتے ہوئے نوش کریں گے۔

ع ”شفا بایدت داروئے تلخ نوش کن“

اظہار حقیقت میں مولانا محترم نے کیسی عمدہ بات فرمائی ہے :

”احمد شکر کہ ان سطوح کا راقم زمرہ اہل سنت و الجماعت میں داخل ہے۔ اسی پر جینا اور اسی پر مرناس کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ اور اسی پر استقامت کو اپنے لئے وسیلہ نجات سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کا پختہ عقیدہ ہے کہ ستینا علی مرتضیٰ کی خلافت صحیح خلافت تھی۔ اور بے شک وہ خلیفہ برحق ہیں۔ یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ مرنائی اعظم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض تربیت نے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے قلب کو حب دنیا کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ سے بھی پاک کر دیا تھا۔ چہ جائیکہ حضرت علی مرتضیٰ جن کا شمار اکابر صحابہ میں ہے اور وہ اس گروہ کی افضل ترین جماعت میں شامل ہیں۔“

(جلد دوم ص ۱۱)

ظاہر ہے کہ جب حضرت محترم مسلک اہل حق پر جینے اور مرنے کا عہد کرتے ہیں تو اگر ان کی کوئی عیدت ان کے عہد کے خلاف ہو تو اس کی اصلاح ناگزیر ہوگی۔ نیز جس طرح ان کا قلم روافض (عظیم اللہ) کے خلاف شمشیر برہن ہے اسی طرح نواصب و خوارج (جو حضرت صلی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا یا تو انکار کرتے ہیں، یا اس کی توہین و تنقیص اور بے وقعتی کرتے ہیں) کے خلاف بھی اسی شدت و قوت سے چلنا چاہئے۔ اہل سنت کو جس طرح روافض سے نفرت ہے اسی طرح حضرت علی کو تم اللہ وجہہ کی تنقیص کرنے والے ”مارقین“ سے بھی نفرت ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت کا فی صاحب کے پیش کردہ اہل حق کے موقف و مسلک سے ہمیں نہ صرف اتفاق ہے بلکہ یہی ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔ لیکن موصوف نے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کے خلاف جس بدشتی و تندی کا اظہار کیا ہے ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ اب اگر مولانا محترم اس شدت سے قطع نظر کر کے اصلاح طلب امور کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں تو یہ ان کی

للہیت و بے نفی کا کمال ہوگا، اور اگر وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہیں تو قلم ان کے ہاتھ میں بھی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا سبائیت و خارجیت کے طفیل میں اہل سنت کے دو ٹپسے بزرگوں کے درمیان ایک اور ”جنگ صفین“ برپا ہوگی، دشمنان صحابہؓ (خواہ وہ راضی ہوں یا خارجی و ناجہی) خوش ہوں گے اور ان بندگان کے نیاز مند غنی کا یہ شعر پڑھ کر ماتم کریں گے :-

غنی رعد سیاہ ماہ کنعاں را تمسا شاکن

کہ نور دیدہ اشش روشن کند چشم زلیخا را

خارجی فتنہ میں مصنف نے مولانا لعل شاہ بخاری خطیب مدنی مسجد لائق علی چوک ماہ کیڈیٹ کی ضخیم کتاب ”حضرت معاویہ و استخلاف یزید“ کو جواب تحقیق مزید علی خلافت معاویہ و یزید“ پر بھی تنقید کی ہے۔

راقم المحروف کو شاہ صاحب کی اس کتاب کے مطالعہ کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ”خارجی فتنہ“ کے مطالعہ سے اس کا تعارف ہوا ہے۔

حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں :

استخلاف یزید سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری صاحب موصوف کا مطالعہ وسیع ہے، متعدد کتابوں کے انبار لگا میسے ہیں، لیکن وہ بھی راہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں، کتاب کے مطالعہ کے بعد ناواقف قاری کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جس ظن نہیں رہتا جو حضور رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ مثلاً حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں :

(۱) جمہور اہل سنت کا وہ سراقول کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ حق پرست تھے۔

اور حضرت معاویہؓ باطل پرست تھے۔ یعنی خطا کی عنادی تھی اور وہ خلافت میں ملکہ جائز تھے؟ (خارجی فتنہ ص ۱۸)

..... شاہ صاحب نے گو آخر میں اہل سنت کے دونوں قولوں کے مابین تطبیق دیکھ

یہ وضاحت کر دی کہ : انہوں نے باطل کا قصد نہیں کیا۔ بلکہ حق کا قصد کر کے اجتہاد

کیا مگر حق کو نہ پاسکے الخ

لیکن اس کے باوجود یہ بھی لکھ دیا کہ :

”حضرت معاویہؓ کے متعلق جمہور اہل سنت کی مذکورہ العذر آراء در خلافت علیؓ میں ان کے خروج و قتال کے سلسلہ میں تھیں۔ لیکن جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان سے معاملت کر کے خلافت سے دستبردار ہو گئے اور ساری جماعت ان پر متفق ہو گئی تو ان کی بغاوت ختم ہو گئی۔ اور بالاتفاق ان کی عدالت برقرار ہو گئی۔ ازاں بعد ان کی طرف فسق و فجور اور ظلم و تعدی کی نسبت کرنا ظلم و تعدی ہی ہے“ (ص ۱۹)

یہ بھی عجیب بات ہے، جب حضرت معاویہؓ کے اختلاف کو (خواہ وہ جنگ و قتال کی صورت میں ہوا) اجتہادی قرار دیدیا تو پھر یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ صلح کے بعد ان کی عدالت برقرار ہو گئی الخ حضرت معاویہؓ پہلے بھی عادلان تھے۔ کیونکہ مجتہد تھے۔ اور مجتہد کو غیر عادل نہیں قرار دیا جاسکتا (ص ۲۶)

(۲) یزید کی ولایتی کے سلسلہ میں لکھتے ہیں :

”جلیل القدر صحابہ پہلے ہی سیاست سے دست کش ہو چکے تھے۔ کچھ صحابہ اثارۃ فتنہ اور تفریق امت کے اندیشہ سے خاموش ہو گئے۔ بعض کی آواز سفاک دماغ اور خونی بینی کے خوف سے ماقوم میں اٹک کر رہ گئی۔ کچھ رؤساء مناصب کی وجہ سے مجبور تھے۔ اور بعض کی دہن دغزی فتنہ ملتے جڑے کر دی گئی۔ اور بعض کو حرص و آرزو نے ایسا اندھا کر دیا تھا کہ ملک کے طول و عرض میں رواں دواں اور استحکام ولایت یزید کے لئے کوشاں تھے۔ مناصب و مہر و کی خاطر دغور کے دغور و مشق بھیجے جاتے ہیں۔۔۔ ان کی سعی ناشکور بالآخر بار آور ہوتی ہے۔ اور یزید بن معاویہؓ، جس کے ماتحت امت کی تباہی مقدر ہو چکی تھی۔ پوری امت پر مسلط کر دیا جاتا ہے الخ (استخلاص یزید ص ۳۱)

اس پر مصنف لکھتے ہیں :

”صحابہ کرام کے متعلق اتنی بات صحیح ہے کہ اثارۃ فتنہ اور تفریق امت کے اندیشہ سے

یزید کی خلافت قبول کر لی۔ لیکن اس کے بعد جو شاہ صاحب موصوف نے تبصرہ کیا ہے اگر اس سے مراد صحابہ کرام ہی کے افراد ہیں تو یہ اہل سنت کا عقیدہ نہیں شیعیت کی راہ یہیں سے کھلتی ہے.....“

(خارجی فتنہ ص ۴۳)

(۳) عدالت صحابہ کی بحث میں لکھتے ہیں:

”اگر بالفرض سارے صحابہ عادل نہ بھی ہوتے جب بھی دین کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اگر سارے تابعی عادل نہیں ہیں تو دین کی عمارت میں کوئی شکاف پیدا نہیں ہوا تو سارے صحابہ کے عادل نہ ہونے سے کیوں دین کی عمارت پر ہند خاک ہو جاتی۔ جب کہ دین کی مدار و دلالت پر ہے، اور تسلیم کر لیا گیا ہے کہ روایت حدیث کے بارے میں سبھی صحابہ عادل ہیں۔“

(استخلاف یزید ص ۴۵، خارجی فتنہ ص ۴۴)

قاضی صاحب نے کافی تفصیل سے اس نظریہ کی تعلیق کی ہے، جو اصل کتاب میں ملاحظہ کیے جاسکتی ہے۔ بہر حال شاہ صاحب کی کتاب کا اندازہ کرنے کے لئے یہی تین اقتباسات کافی ہیں۔

وَبِنَا لَا تَزُغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً۔ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

فقیر المفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی شریف لاہور

اور

پیکر اخلاص نہ اسلاف حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی متکلم سابق بیواں ضلع سرگودھا
دفاع صحابہؓ، مؤلف حضرت قاضی صاحب مدظلہ پرتبرہ کرنے ہوئے فرماتے ہیں :-
گزارش ہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امت برکاتہم کا مقالہ "دفاع صحابہؓ"
احقر نے حرفاً قاسماً اس مقالہ سے فاضل مصنف نے مذہب اہل سنت و الجماعت کی تہجانی کا حق
ادا کیا ہے۔ رافضیت اور خارجیت دونوں ہی فتنوں سے اہل سنت و الجماعت کو آگاہ کرنے اور
محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ناظرین کرام کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ بالخصوص
مقالہ کا وہ حصہ جس میں پاکستان میں خارجیت و ناجیت کے فروغ پانے کے خطرے
کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی علماء و مشائخ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ حضرات اکابر علمائے
اور مشائخ عظام اور خصوصیت سے مدارس دینیہ کے اہل حل و عقد اور مدرسین حضرات
اس کا سد باب کرنے کی طرف اپنی مساعی کو بروئے کار لاکر مذہب اہل سنت و الجماعت
کے تحفظ کا فرض انجام دیں۔ جو لوگ یزید کو خلیفہ عادل اور راشد قرار دے کر حضرت حسینؓ
کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہیں ان کا یہ نظریہ اہل سنت و الجماعت کے نزدیک باطل ہے
یہ نظریہ خوارج کا تو ہو سکتا ہے۔ اہل سنت و الجماعت کے مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں
اللہ تعالیٰ ہم سب کو روافض و خوارج کے باطل نظریات سے محفوظ رکھے اور اہل سنت
و الجماعت مذہب حق پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

افلا اکون عبداً شکوراً

سید عبد الشکور ترمذی عفی عنہ
مدرسہ عربیہ حقانیہ سابق بیواں۔ ضلع سرگودھا

جمیل احمد تھانوی
مفتی جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

تصانیف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (مدظلہ)

بانی دامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

عظمت صحابہ اور حضرت مدنی قیمت ۱/۲۵	سنی مذہب حق ہے قیمت ۴/۰۰
خدام اہل سنت کی دعوت و موقف ۰۰/۵۰	ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ ۳/۰۰
میاں محمد طفیل کی دختر اتحاد کا جائزہ ۴/۵۰	انتخاب دی فتنہ ۲/۲۵
تحفظ اسلام پارٹی کا موقف ۲/۰۰	دفاع صحابہ ۴/۰۰
جزل ضیاء الحق کی تقریر پیش لفظ [مودودی مذہب ۶/۰۰
یکم محرم ۱۴۰۱ھ [صحابہ کرام اور مودودی ۵/۰۰
جزل ضیاء الحق کا افتتاحی خط (پیش لفظ) ۱/۰۰	علمی محاسبہ ۰/۰۰
۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ	عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی ۲/۰۰
خارجی فتنہ (حصہ اول) قیمت ۲۵/۰۰	مودودی جہاد کے عقائد و نظریات [
خارجی فتنہ (حصہ دوم) (زیر طبع)	پر ایک تنقیدی نظر (زیر طبع)
شہادت حسین و کردار یزید	سنی تحریک الطلبہ کا سنی موقف ۲/۰۰
از حضرت مولانا قاضی دیباچہ حضرت قاضی صاحب ۴/۰۰	کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرات کا نشانہ ۰۰/۲۵
سلاسل طیبہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مانی؟	کھلی جیشی بنام مودودی صاحب ۴/۰۰
مع توسل کی حقیقت از قلم حضرت قاضی صاحب ۶/۰۰	یادگار حسین ۰۰/۵۰
مطرقہ اکراد از مولانا نعیم احمد دیباچہ ۱۰/۰۰	حضرت لاموکی فتنوں کے تقابلی ۵/۰۰

تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی دیگر مطبوعات

ندیم صاحب کی بے معنی دنساحت قیمت ۱/۰۰	تحفہ فہم تفسیر آیات قرآنی قیمت ۵۱/۰۰
ندیم صاحب غلط بیانیوں ۲/۰۰	عبدالمجید ندیم اور یزیدیت ۲/۰۰

۱۔ مکتبہ خفیہ جامعہ خفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ حبس سلم
 ۲۔ مرکزی دفتر تحریک خدام اہل سنت پاکستان مدنی جامع سید فکوال ضلع جہلم

خدا م اہل سنت کی دعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب میر تحریر اہل سنت پاکستان

خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کلامی دے
ترے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرائیں
وہ منوائیں نبی کے چار باروں کی صداقت کو
عجا اور اہل بیت سب کی شان سمجھائیں
حسن کی اور حسین کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
سچائے کیا تھا پرچہم اسلام کو بالا
تری نعمت سے پھر ہم پرچہم اسلام لہرائیں
ترے کن کے اشارے سے جو پاکستان کو حاصل
جو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
تو سب غلام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں غلام

خلوص و صبر و محنت اور دین کی حکمرانی دے
رسول اللہ کی سنت کا ہر سونو نور پھیلا لیں
ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر کی خلافت کو
وہ ازواج نبی پاک کی ہر شان منوائیں
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے غلام کو
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایران کو تروبا
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھرائیں
عروج و فتح و شوکت اور دین کا غلبہ کامل
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو
رسول پاک کی عظمت و محبت اور اطاعت کی
تری راہ میں سب کئی مسلمان وقف ہو جائے
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں
تری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تری بخشوں

۶ فروری ۱۹۷۳ء

۲۲ محرم ۱۴۹۲ھ

الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیان
اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ: سنی دارالاشاعت جامع مسجد نواب دین - کرم آباد، وحدت روڈ - لاہور